ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر
جلد ۲ جمعۃ المبارک ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۲

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

روحانی ہتھیار اب ہمارے ہاتھ میں ہیں اور جس کے ہاتھ میں ہتھیار نہیں وہ غلبہ کس طرح پا سکتا ہے

" مسلمانوں کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ بات بات میں پیچھے، جگہ جگہ پر شکست۔ ان کے نزدیک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے ہیں مگر عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ اور (نعوذباللہ) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مس شیطان سے پاک نہیں تھے مگر عیسیٰؑ پاک تھا اور پھر بے باپ تھا تو عیسیٰؑ، پرندوں کا خالق تھا تو عیسیٰؑ، آسمان پر چڑھ گیا تھا اور پھر دوبارہ نازل ہو گا تو عیسیٰ۔ اب بتلاؤ سوائے مرتد ہونے کے اس کا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ غرض عیسیٰؑ کی زندگی مرتد کرنے کا آلہ ہے۔ جو لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں تو وہ ایسی ایسی باتیں ہی سن کر ہو جایا کرتے ہیں .... ۔ ایک دفعہ بشپ صاحب لاہور میں لیکچر دے رہے تھے اور اس قسم کی باتیں پیش کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور ان کی مدینہ میں قبر موجود ہے۔ مگر یسوع مسیح کی نسبت خود مسلمان مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر کہتے تھے مسلمانو! تم خود منصف بن کے دیکھ لو کہ آیا یہ باتیں سچی ہیں یا نہیں؟ تب ہمارے مفتی صاحب آگے بڑھے اور بشپ صاحب کو کہنے لگے کہ بتاؤ یہ باتیں قرآن شریف میں کہاں لکھی ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مر گئے ہیں اور عیسیٰؑ آسمانوں پر زندہ ہیں۔ قرآن مجید میں تو صاف طور پر عیسیٰؑ کی موت لکھی ہے اور آیت "فلما توفیتنی" اسی بات کی شہادت دے رہی ہے کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔ تب بشپ صاحب سے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبرا کر کہنے لگے "معلوم ہوتا ہے کہ تم مرزائی ہو"۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو وعظ سن رہے تھے باہر آ کر کہنے لگے کہ " مرزائی ہیں تو کافر مگر آج تو عزت رکھ لی ہے"۔

غرض یاد رکھنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اقبال دیتا ہے تو ہتھیار بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ دیکھو جسمانی طور پر آج کل یورپ کا ہی بول بالا ہے مگر ہر ایک قسم کے عجیب عجیب ہتھیار بھی تو یورپ والوں نے ہی تیار کر رکھے ہیں یہاں تک کہ اگر سلطان روم کو بھی کسی ہتھیار کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بھی انہیں سے منگوا بھیجتا ہے۔ اسی طرح روحانی ہتھیار اب ہمارے ہاتھ میں ہیں اور جس کے ہاتھ میں ہتھیار نہیں وہ غلبہ کس طرح پا سکتا ہے"

اسی طرح فرمایا:

" خدا تعالیٰ نے ہمیں روحانی ہتھیار دئے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ جو قوم بے ہتھیار ہوتی ہے ضرور ہے کہ وہ تباہ ہو جائے۔ یاد رہے کہ ہتھیاروں سے مراد روحانی قوتیں اور دلائل قاطعہ ہیں۔ ظاہری سامان کی مذہب کے معاملہ میں ضرورت نہیں۔ دیکھو اگر مسیح کی وفات کا ہتھیار نہ ہوتا تو تم ان کے سامنے بات بھی نہ کر سکتے"۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۵۷، ۵۸)

عرش کوئی جسمانی چیز نہیں تنزہ اور تقدس کے مقام کا نام ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۱۴ اکتوبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے گزشتہ خطبہ کے تسلسل میں قرآنی آیات کے حوالہ سے عرش الٰہی کے مضمون کو احباب کے سامنے رکھا۔ حضور نے بتایا کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ فرشتوں نے عرش الٰہی کو اٹھایا ہوا ہے۔ البتہ تاریخ اور تفسیر کی بعض کتب میں ایسی روایات ملتی ہیں جن میں عجیب و غریب دیومالائی انداز میں ایسے فرشتوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے عرش الٰہی کو اٹھایا ہوا ہے۔ اور ایسی روایات کو رسول اللہؐ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر وہ حدیث جو آپس میں بھی متضاد ہو اور قرآن کے مضامین کے خلاف ہو وہ رسول اللہؐ کی حدیث نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بعض روایات پڑھ کر سنائیں اور ان کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کلام ہرگز آنحضرتؐ کا نہیں ہو سکتا۔ جس نے صحاح کتب اور آنحضرتؐ کی پاک سیرت کا مطالعہ کیا ہو وہ ایک لحظہ کے لئے بھی ایسی روایات کو احادیث نہیں مان سکتا۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ ایسی دیومالائی کہانیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے۔ جو بھی حدیث قرآن مجید کے بیان سے اور آنحضرتؐ کی ذات سے ٹکراتی ہو وہ رد کرنے کے لائق ہے وہ آنحضرتؐ کا کلام نہیں ہو سکتا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے شب و روز خدمت اسلام میں بسر ہو رہے ہیں۔ مصروفیات کا ایک وسیع اور متنوع سلسلہ ہے جو علی الصبح شروع ہو کر رات گئے تک جاری رہتا ہے۔ ان بے پناہ مصروفیات کا صرف ایک حصہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے پروگراموں میں شمولیت ہے۔ حضور انور ہر روز بڑی باقاعدگی اور وقت کی پابندی کے ساتھ "ملاقات" پروگرام میں، اردو زبانیں سکھانے کے پروگرام میں اور عربی پروگرام "لقاء مع العرب" میں شمولیت فرماتے ہیں۔ خطبہ جمعہ اس کے علاوہ ہے۔ ہر روز دو گھنٹے کے ان پروگراموں کا کس قدر بوجھ ہوتا ہے اس میدان کے واقف حال لوگ اس کا بہتر اندازہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو صحت و عافیت کے ساتھ ان خدمات جلیلہ کی توفیق دیتا چلا جائے اور حضور انور کے ہر کام میں اور ہر بات میں بے انداز برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

ہفتہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء.

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کے ساتھ کلاس ہوئی۔ پہلے حضور انور نے بچوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے خاندانی حالات نہایت تفصیل سے بتائے۔ اس کے بعد آپ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے بارہ میں بتایا کہ یہ کتاب دراصل ایک مضمون تھا جو آپ نے جلسہ مذاہب عالم میں پڑھنے کے لئے ۱۸۹۶ء میں لکھا۔ اس میں آپ نے پانچ اہم سوالوں کے جواب اسلامی نقطہ نگاہ سے دئے۔ بعد میں یہ مضمون کتاب کی شکل میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے طبع ہوا۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آج بھی ویسی ہی ضرورت ہے جتنی آج سے سو سال پہلے تھی۔ اگلے سال اس کتاب کی تصنیف کو ۱۰۰ سال ہو جائیں گے۔ پھر آپ نے اس میں درج شدہ پانچوں سوال تفصیل سے سمجھائے۔

اتوار یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء.

آج بعض انگریز مہمانوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اس مجلس میں درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات حضور انور نے بیان فرمائے۔

☆ جماعت احمدیہ رواداری کی تعلیم دیتی ہے کیا یہی وجہ ہے کہ کرشن اور کنفیوشس کو نبی تسلیم کیا جاتا ہے؟
☆ نبی کی تعریف کیا ہے؟
☆ کیا موجودہ زمانہ کے حالات کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں؟
☆ قرآن سارے لوگوں کے امت واحدہ ہونے کا ذکر کرتا ہے جبکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ لوگ مختلف مذاہب میں بٹے ہوئے ہیں بلکہ ہر مذہب اندرونی طور پر مزید فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔ اس اشکال کا کیا حل ہے؟
☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کن معنوں میں کہا جاتا ہے اور آپؐ کے بعد آنے والے مسیح کا مقام اور اس کی آمد کا مقصد کیا ہے؟
☆ اسلام میں مجددین کے ظہور کا کیا عقیدہ ہے؟
☆ کیا دجال کے ظہور کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور یہ کب مقدر ہے؟
☆ اگر دجال کا ظہور ہو چکا ہے تو اب اس کے بعد اگلا مرحلہ کیا ہے؟

سوموار و منگل، ۲ اور ۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء.

ان دو دنوں میں حسب معمول ہومیو پیتھی کی کلاسز منعقد ہوئیں۔ یہ دونوں کلاسز علی الترتیب کلاس نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۳ تھیں۔

بدھ و جمعرات، ۴ اور ۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء.

ان دو دنوں میں پروگرام کے مطابق ترجمۃ القرآن کی کلاسیں منعقد ہوئیں۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ کلاس نمبر ۸۳ اور ۸۴ تھیں جن میں حضور انور نے علی الترتیب سورہ الانعام کی آیت ۱۳۱ تا ۱۴۱ اور آیات ۱۴۲ تا ۱۵۳ کا ترجمہ اور تفسیری نکات بیان فرمائے۔

(یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۲۷ ستمبر اور ۴ اکتوبر کی کلاس میں حضور انور نے ذبیحہ کی حلت و حرمت اور بسم اللہ پڑھنے وغیرہ امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ان موضوعات کی وضاحت کے لئے ان دو اسباق کو سننا بہت مفید ہوگا۔)

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

عدو شر برانگیزد و خیر ما دراں باشد

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اور خالصۃً اسی کی تائید و نصرت کے ساتھ جماعت احمدیہ مسلمہ کو دعوت الی اللہ کی عالمی مہمات میں جو عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہوئیں اور ہو رہی ہیں ان کو دیکھ کر معاندین احمدیت و منکرین فیضان ختم نبوت "کالذی استہوتہ الشیاطین" کے مصداق نہایت سراسیمہ اور حیران و پریشان ہیں۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ انہوں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے موعود مسیح و مہدی علیہ السلام کی تکفیر و تکذیب میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، مخالفت کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا، ہر دجالیت و یہودیت کو عمل میں لائے، ہر طرف فساد و شرارت کا بازار گرم کیا۔ کون سا ایذا اور تکلیف دہی کا راستہ ہے جس پر وہ نہ چلے۔ اس جماعت کی تخریب و استیصال کے لئے کون سا طریق ہے جو انہوں نے اختیار نہیں کیا۔ استہزاء و تضحیک کا کون سا پہلو ہے جو باقی چھوڑا گیا ہے۔ حکام سے مل کر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا۔ ایسے قوانین بنوائے جن سے احمدیوں کی روز مرہ زندگی کو ایک جرم بنا دیا گیا۔ کلمہ طیبہ پڑھنے، لکھنے، اذان دینے، نماز پڑھنے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے، بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھنے، السلام علیکم کہنے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے اور اسی قسم کے دوسرے نیک اعمال بجالانے کے جرم میں انہیں جیلوں میں ڈالا گیا اور سخت مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ احمدیوں کے لٹریچر پر پابندیاں عائد کیں، جلسے اور اجتماعات روک دئے اور ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح احمدیوں کا خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور قرآن مجید سے تعلق ٹوٹ جائے۔ مگر اپنی سرتوڑ کوششوں کے باوجود سوائے ناکامی و نامرادی کے کچھ بھی ان کے حصے میں نہ آیا۔ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر اندرونی و بیرونی، انفرادی و اجتماعی، ایمانی و عملی ہر لحاظ سے پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسعت پذیر ہوتی چلی گئی۔ خصوصاً گزشتہ چند سالوں کے دوران جماعت کی عالمگیر ترقی کی رفتار جس تیزی سے بڑھی ہے اسے دیکھ کر دشمن اپنے حواس کھو بیٹھا ہے اور شدید اضطراب اور سخت پیچ و تاب میں مبتلاء ہے۔ چنانچہ مکر و فریب کی نئی نئی تدبیریں سوچی جا رہی ہیں کہ کس طرح عوام الناس کو اس جماعت سے بدظن کیا جائے اور اس کی ترقی کو روک دیا جائے۔ پاکستان میں بھی جماعت کے خلاف شرانگیزی کی نئی لہریں اٹھ رہی ہیں اور معاندین احمدیت جھوٹ، افتراء، اشتعال انگیزی اور فتنہ پردازی کے پرانے ہتھیاروں کے ساتھ ایک دفعہ پھر بڑے جوش اور طمطراق کے ساتھ میدان کارزار میں اترے ہیں اور جماعت احمدیہ کے خلاف شرانگیزی کی نئی مہمات کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ بھلا ان فرسودہ ہتھیاروں سے پہلے کبھی کسی کو حق و صداقت پر غلبہ نصیب ہوا ہے جو اب کی دفعہ ہوگا۔ ہمیشہ حق ہی غالب آیا کرتا ہے اور باطل کے مقدر میں ناکامی و نامرادی ہوا کرتی ہے۔

گزشتہ دنوں لندن سے شائع ہونے والے اردو اخبار "جنگ" میں معاندین احمدیت ملاؤں کے ایک فورم کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس میں بھی مولویوں نے حسب سابق جھوٹ اور تلبیس سے کام لیتے ہوئے جماعت احمدیہ پر افتراء باندھے ہیں۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ جنگ جیسا مؤقر اخبار مولویوں کے صریح جھوٹ اور افتراء پر مشتمل بیانات کی اشاعت سے کیوں اپنا نامہ اعمال سیاہ اور اپنے صفحات کو داغدار اور قارئین کی طبیعت کو منغض کرتا ہے۔ کیونکہ جس طرح جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور عذاب الیم اس کی سزا ہے اسی طرح اشاعت کذب و افتراء بھی کوئی کم گناہ نہیں۔ اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ تا مولویوں کے جھوٹ کے تحریری صورت میں ریکارڈ میں لانے سے ہر کس و ناکس پر ان کی کذب بیانی کھل جائے اور "تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد" تو اس کا یہ بھی اخلاقی اور صحافتی فرض ہے کہ وہ احمدیوں کے مؤقف کو بھی اسی فراخ دلی سے اپنے صفحات میں شائع کرے تا کہ ہر قاری خود اپنی فطری روشنی سے سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکے۔ بہرحال اس سوال کا جواب تو اس اخبار والے ہی دے سکتے ہیں۔ ان کی نیت جو بھی ہو ہم تو یہ جانتے ہیں کہ عدو کی اس شرانگیزی سے بھی ہمارا محسن و منان خدا ہمارے لئے خیر و برکت کے ہی سامان فرماتا ہے اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "وہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں یہ بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کہ کسی نہ کسی رنگ میں ہماری بات مشرق و مغرب تک پہنچا دیتے ہیں"۔ "یہ فرقہ جو معاندین کا ہے اگر نہ ہوتا تو چپ رہنے والے اصل میں کوئی شئے نہیں ہیں۔ انہیں کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے۔ وہ شور ڈال ڈال کر ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ ان کی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی اس لئے تناقض ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کچھ فرماتا ہے اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کچھ ہے اور حال کچھ ہے۔ آخر شور شرا سن کر بعض کو تحریک ہوتی ہے کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا؟ پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو حق ہماری طرف ہوتا ہے۔ آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔ معاندین ہم پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ کہیں کہتے ہیں کہ نماز وغیرہ ادا نہیں کرتے۔ آخر کار تنقید پسند طبائع ان باتوں سے فائدہ اٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا برسوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے۔ لوگ آگے منتظر ہیں۔ وقت خود شہادت دے رہا ہے اور آنکھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ آنے والا آوے۔ جب یہ معاندین ایک مفتری کے رنگ میں ہمیں پیش کرتے ہیں تو تحقیق کرتے کرتے خود حق پا لیتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۱۹)

الغرض "ان کی یہ فتنہ پردازیاں و گربہ مکاریاں کچھ بھی عنداللہ وقعت نہیں رکھتیں چہ جائیکہ ان کو کبھی کامیابی کا منہ دیکھنا بھی نصیب ہو۔

چراغیکہ ایزد بر فروزد ☆ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

سچ پوچھو تو ان کی یہ مخالفتیں ہماری مزرعہ کامیابی کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں۔ کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہو جاوے تو اس میدان کارزار کے جوہر کس طرح ظاہر ہوں اور انعامات الٰہی کی غنیمت سے ان کو کس طرح حصہ نصیب ہو اور اگر اعداء کی مخالفت کا بحر مواج پایاب ہو جاوے تو اس کے غواصوں کی کیا قدر ہو اور بحر معانی کے بے بہا گوہر کو کس طرح حاصل کر سکیں۔ ما در ماقیل ؎

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ ☆ کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را

گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد ☆ کے شود جوہر عیاں شمشیر خوں آشام را

اس مخالفت کا کوئی ایسا ہی سر معلوم ہوتا ہے ورنہ ان کی مخالفت کے ارادے عنداللہ کیا قدر رکھتے ہیں۔ اس ذات قادر مطلق کا تو صاف حکم ہے "ان حزب اللہ ھم الغالبون" (المائدہ:۵۷)۔ مگر افسوس کہ بایں ہمہ کوتاہ اندیش نہیں سمجھتے حالانکہ اس نصرت الٰہی و تائید ایزدی کا انہیں مشاہدہ و تجربہ بھی ہوتا رہتا ہے اور ان کی ذلت و خسران و نامرادی کا انجام بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے"۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۹۱)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ حَذْ وَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً، قَالُوْا: مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ (ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ھذہ الامۃ صفحہ ۸۹/۲، جامع الصغیر صفحہ ۱۱/۲ مصری، ابن ماجہ کتاب الفتن باب افتراق الامم صفحہ ۲۸۷)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے کھلی بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ لیکن ایک فرقے کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا، یہ ناجی فرقہ کون سا ہوگا تو حضورؐ نے فرمایا، وہ فرقہ جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریق پر عمل پیرا ہوگا۔

بقیہ مختصرات

جمعۃ المبارک ۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء

آج اردو زبان میں عمومی سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں حضور انور نے درج ذیل سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔

☆ "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" کے قانون کے ہوتے ہوئے قرآن کریم میں "ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ" کی دعا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اس کی کیا حکمت ہے؟

☆ ایک سکھ دوست نے سوال کیا کہ اس کی بیوی ۲۷ سال سے فالج سے بیمار ہے۔ میں خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہوں اور اپنے مذہب کے مطابق عبادت بھی کرتا ہوں لیکن مجھے کبھی خدا کی طرف سے کوئی تسلی کا پیغام یا دعا کا جواب نہیں ملا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ قبر کو پختہ کرنے یا نہ کرنے کے بارہ میں اسلام کی تعلیم کیا ہے؟

☆ کیا اسلامی تعلیمات میں مردوں کو جلانے کے بارہ میں کوئی واضح مناہی آئی ہے؟

☆ ایک غیر احمدی مولوی نے تقریر میں کہا ہے کہ مہدی کی علامات میں یہ بات مذکور ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی نسل میں سے ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور دنیا میں بہت امن و امان ہوگا وغیرہ۔ ان علامات کی حقیقت کیا ہے؟

☆ کیا غیر احمدی امام کی امامت میں احمدی مسلمان نماز پڑھ سکتے ہیں؟ ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟۔

(ع - م - ر)

صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

(دوسری قسط)

احمدی مسلم خواتین کی عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

"وہ زمین پر چلنے والی ایسی ہستیاں تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے"

خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ برموقع جلسہ سالانہ یو۔ کے۔

بتاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۹۴ء مطابق ۳۰ وفا ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

☆ چوہدری منظور احمد صاحب بھی گوجرانوالہ ہی میں شہید ہوئے۔ ان کی بیوہ محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ جون ۱۹۷۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو پولیس میرے بیٹے مقصود احمد کو ایک مولوی کے کہنے پر دوکان سے گرفتار کر کے لے گئی اور حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن جلوس نے گھروں پر حملہ کر دیا۔ عورتوں کو ایک احمدی گھر جو بظاہر محفوظ تھا پہنچا دیا گیا۔ شام تک ہمیں گھر کی کوئی خبر نہ ملی۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ ہمارے گھروں کو جلوس نے آگ لگا دی ہے اور وہاں پر موجود تمام افراد زخمی ہو گئے ہیں حالانکہ اس وقت ان کو سب کی شہادت کی اطلاع مل چکی تھی۔ یعنی ہماری دلداری کی خاطر کہ ہمیں زیادہ صدمہ نہ پہنچے باوجود ان کی شہادت کی اطلاع کے صرف اتنا بتایا گیا کہ وہ زخمی ہیں۔ اس دن شام کو جب ایک ٹرک چھ شہیدوں کو لے کر راہوالی پہنچا تو اس وقت ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے پیارے تو شہید ہو چکے ہیں اور ان کی لاشیں اس ٹرک میں موجود ہیں۔ مگر جلوس ٹرک کے پیچھے تھا۔ نہ جانے وہ ان لاشوں سے مزید کیا سلوک کرنا چاہتے تھے جنہیں پہلے ہی ڈنڈے اور پتھر مار مار کر شہید کیا گیا تھا۔ جلوس کے خطرے سے ٹرک ان لاشوں کو لے کر چلا گیا۔ میں اور میری بیٹی انیسہ اپنے پیاروں کے آخری دیدار سے بھی محروم رہے، ہم ان کے چہرے بھی نہ دیکھ سکے۔ میرا خوبصورت پاک طینت لخت جگر محمود احمد اور بیٹی کا جواں سہاگ، میرا پیارا داماد سعید احمد بھی اپنے حقیقی معبود و محبوب کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہ لمحے قیامت کے لمحے تھے۔ بتانا چاہوں تو کیسے بتا سکوں گی۔ جس کا خاوند شہید ہوا، جس کا بیٹا شہید ہوا، جس کا داماد شہید ہوا، سب کچھ لٹا کے بیٹھی تھی اور اپنے ایمان کی حفاظت کر رہی تھی۔ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے خدا سے دعاگو تھی۔ کہتی ہیں تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ میں بتاؤں کہ مجھ پر کیا گزری۔ تم بتاؤ میں کیسے بتا سکتی ہوں کہ مجھ پر کیا گزری ہوگی۔ یہ تین تو اللہ کو پیارے ہو گئے چھوٹا بیٹا شدید زخمی تھا۔ بڑا بیٹا حوالات میں بند تھا۔ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کا باپ، چھوٹا بھائی، بہنوئی تو شہید ہو چکے ہیں۔ ان کی ماں بہن نہ جانے کس حال میں ہیں۔ یہ اللہ ہی تھا جس نے ہمیں صبر کی توفیق عطا فرمائی۔

☆ صفیہ صدیقہ صاحبہ اپنے بیٹے کی شہادت کا واقعہ جب بعد میں انہوں نے لوگوں سے سنا وہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔ یکم جون کو جو جلوس سول لائن سے ہمارے گھروں اور مسجدوں پر حملہ آور تھا اس کے ساتھ جو پولیس تھی اس کا ایک سپاہی راہوالی کا رہنے والا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں بہت سے جائے حادثات پر گیا ہوں میں نے ذاتی مفاد کی خاطر اور دس دس روپے کی خاطر ایک دوسرے کی جان لیتے ہوئے سڑک پر نشے، غفلت اور لاپرواہی کی نتیجے میں گاڑیاں چلانے والوں کو بھی مارتے اور مرتے دیکھا ہے۔ لیکن یکم جون کو سول لائن میں ایک گھر کی چھت پر جو معرکہ گزرا وہ آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام کی تاریخ میں گزرا تھا اور اس عرصے میں شاید دنیا نے کبھی ایسا واقعہ نہیں دیکھا۔ وہ پولیس کا سپاہی ان کو بتا رہا ہے کہ اس دن مجھے معلوم ہوا کہ صحابہ اسلام پر کیسے جان نثار کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا، میں اس لڑکے کو کبھی بھلا نہیں سکوں گا جس کی عمر بمشکل سترہ اٹھارہ برس ہوگی۔ سفید رنگ، لمبا قد، اس کے ہاتھوں میں بندوق تھی۔ ہمارے ایک ساتھی نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پر ڈنڈا مارا اور بندوق چھین لی۔ جلوس اس لڑکے پر تشدد کر رہا تھا۔ جلوس میں سے کسی نے کہا "مسلمان ہو جاؤ اور کلمہ پڑھو" اس نے کہا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور میں سچا احمدی ہوں، مسلمان ہوں۔ جلوس میں سے کسی نے کہا مرزا کو گالیاں دو۔ اس لڑکے نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا یہ کام میں کبھی نہیں کروں گا۔ اور ان کی ایک نہ سنی۔ اس نے کہا تم مجھے اس ہستی کو گالیاں دینے کے بارے میں کہہ رہے ہو جو اس جان سے بھی پیارا ہے اور ساتھ ہی اس نے مسیح موعود زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ نعرہ لگانے کی دیر تھی کہ جلوس نے اس لڑکے کو چھت پر سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ اینٹوں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ مزید چھت پر بنے پردوں کی جالیاں توڑ کر اس پر پھینکیں اور اس لڑکے نے میرے سامنے اپنے مذہب پر اور صداقت پر جان نثار کر دی۔ یہ وہ واقعہ ہے جو اس پولیس والے نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس نے گواہی دی کہ میں یقین کرتا ہوں کہ محمدؐ رسول اللہ کے زمانے کے بعد بیچ کا زمانہ ایسی مثالوں سے خالی ہوگا۔ کہتا ہے آج مجھے پتہ لگا کہ آنحضورؐ کے صحابہ کس طرح دین کی خاطر اپنی جانیں فدا کیا کرتے تھے۔

اس کی یاد میں بھی انہوں نے کچھ باتیں لکھی ہیں۔ کہتی ہیں بیٹا محمود نہایت خوبصورت، خوب سیرت، پاک طینت تھا۔ وہ بچپن ہی سے سب کا ہمدرد اور ہر کسی کے دکھ درد میں کام آنے والا تھا۔ وہ بچپن ہی سے پانچ وقت کی نمازیں مسجد میں ادا کیا کرتا تھا۔ باپ کی طرح باغیرت اور تبلیغ کا دھنی تھا۔ جس دن اس کے ایف اے کے امتحان ختم ہوئے تو مجھ سے کہنے لگا کہ امی دعا کریں میں اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہو جاؤں تاکہ میں فوج میں کمیشن حاصل کروں۔ اس وقت میں نے کہا تم جیسے بہادر جوشیلے جوان کی تو جماعت کو بہت ضرورت ہے۔ تو کہنے لگا فوج میں رہتے ہوئے تبلیغ سے غافل نہیں رہوں گا۔ کیا آپ نہیں چاہتیں کہ میں وطن کی خدمت کروں اور قادیان بھی تو ہم ہی نے واپس لینا ہے۔ اگر میں شہید ہو گیا تو آپ شہید کی ماں کہلائیں گی۔ اگر فتح یاب لوٹا تو غازی کی ماں۔ یہ میرا بیٹا شہید ہوا اور ظالموں نے بڑے دردناک طریق سے اس کو مارا مگر یہ شہادت ایک عظیم شہادت ہے جو کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

☆ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ جن کے شوہر قریشی محمود احمد صاحب شہید کئے گئے لکھتی ہیں کہ قریشی محمود کو شہادت کا شوق ہی بہت تھا۔ ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کی مخالفت زوروں پر تھی مگر آپ نے ہر موقع پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ یہ مخالفت کم ہونے کی بجائے بڑھتی چلی گئی اور آپ کے ماموں زاد بھائی مقبول احمد کو فروری ۱۹۸۲ء میں پنوں عاقل میں شہید کر دیا گیا۔ جب اپنے بھائی کو بہشتی مقبرے میں قبر میں اتار رہے تھے تو کہا اے مقبول یہ رتبہ خوش نصیبوں کو نصیب ہوتا ہے کاش مجھے بھی یہ رتبہ حاصل ہو جائے اور میں بھی یہیں پر آؤں۔ ربوہ سے واپسی پر وہاں کی پولیس نے آپ سے کہا کہ آپ اپنی زمینیں فروخت کر کے کہیں اور چلے جائیں کیونکہ پہلے ہی آپ کے رشتے دار بھائی کو شہید کیا جا چکا ہے۔ ہم مولویوں کی وجہ سے مجبور ہیں کچھ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا احمدیت کی مخالفت تو ہر جگہ ہے، ہر جگہ دشمن موجود ہے۔ اگر شہادت مجھے ملنی ہے تو یہاں کیوں نہ ملے۔ آپ کے چار بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹے سکول جاتے تو مولویوں کے کہنے پر ان کو کچھ لڑکے پتھر مارتے اور گالیاں دیتے اور سکول کے اساتذہ بھی مذہبی مخالفت کی بناء پر زیادہ سختی کرتے۔ ان حالات میں تعلیم جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ اکثر گروہوں کی شکل میں لڑکے آتے اور گھروں پر بھی فائر کرتے۔ دشمن رات کو چھپ کر ہمارے کھیتوں کے پانی بھی بند کر دیتے۔ پھر پکی ہوئی فصلوں کو بھی آگ لگا دیتے یا کاٹ کر اجاڑ جاتے تاکہ ان پر ذریعہ معاش تنگ ہو جائے اور کسی طرح یہ یا احمدیت سے توبہ کر لیں یا یہ سب چیزیں چھوڑ کر کہیں نکل جائیں۔

کہتی ہیں، ایک رات دروازہ کھٹکا۔ جیٹھ کا بیٹا سعید باہر گیا۔ جب دیر تک واپس نہ آیا تو آپ کے شوہر قریشی محمود احمد صاحب باہر گئے۔ دیکھا کہ دو آدمی لوہے کی موٹی سلاخ سے سعید کو مار رہے ہیں۔ انہیں لوگوں کو قریشی صاحب کو شہید کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ ایک طرف گندم کاٹ کر رکھی ہوئی تھی اس کو مولویوں کے آدمیوں نے آگ لگا دی۔ مولوی بازار میں لوگوں کو بھڑکا کر کہ محمود قادیانی کو قتل کرنا واجب اور ثواب ہے ساتھ ہی کہتے رہے کہ دیکھو قادیانی کتنے ڈھیٹ ہیں۔ ہم یہ سب کچھ ان پر کر رہے ہیں لیکن مذہب نہیں چھوڑتے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے دین کی خاطر مرنا قبول کر لیا اور دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھا۔ آخر رمضان کا مہینہ آ گیا۔ مخالفت زوروں پر تھی مولوی مساجد میں غلیظ زبان استعمال کرتے۔ جب انہوں نے سب حربے آزما لئے اور سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو آخر ایک رات وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہو گئے۔ ۲۹ جولائی شام سات بجے ۱۹۸۵ء کو جب ایک ہندو دوست کے کام سے باہر جانے لگے تو آپ کی اہلیہ نے کہا کہ واپسی پر راستہ بدل لیں کیونکہ دشمن تاک میں رہتا ہے۔ انہوں نے کہا جو رات مجھے قبر میں آنی ہے وہ باہر نہیں آ سکتی۔ جب تک میری زندگی خدا نے لکھی ہے وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ایک دن ایک دوست کو ملنے گئے آپ کا چودہ سالہ بیٹا بھی ساتھ تھا واپسی پر تین آدمیوں نے اچانک ایک گلی سے نکل کر آپ پر حملہ کر دیا اور وہیں شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے احمدیت نہ چھوڑنا خواہ تمہیں بھی جان دینی پڑے۔ پھر بیان کرتی ہیں کہ جس رات آپ کے شوہر کی میت کو ربوہ پہنچایا گیا اس رات آپ کے گھر زبردست فائرنگ ہوئی مگر خدا کے فضل سے سب محفوظ رہے۔ آپ بتاتی ہیں کہ بچیوں کا سر فخر سے بلند رہتا ہے کہ ہمارے والد نے شہادت کا رتبہ حاصل کر لیا اور کہتی ہیں کہ موت تو ایک اٹل حقیقت ہے کسی اور طریق سے بھی تو آ سکتی تھی۔

☆ رخسانہ طارق جولائی ۱۹۸۶ء میں عید کے دن شہید کی گئیں۔ رخسانہ کے والد بتاتے ہیں کہ شادی سے چند روز قبل اس نے ایک خواب دیکھی کہ میں اپنے کمرے میں بیٹھی ہوں اور حضور انور تشریف لائے ہیں اور کمرے کے باہر کی طرف کھڑکی کے راستے میرے سر پر ہاتھ پھیرا ہے جیسے بزرگ بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ یہ خواب بیان کر کے وہ بہت خوش ہوئی۔ ایک عجیب بات جو میں نے رخسانہ میں دیکھی وہ شادی کے چند دن بعد ہی اپنا جہیز بانٹنے لگی۔ مجھ سے اجازت لے کر سارا سامان غریب لڑکیوں میں تقسیم کر دیا۔ پوچھنے پر کہنے لگی کہ میں نے اپنی امی جان سے کہا تھا کہ مجھے صرف دو چارپائی وغیرہ دے دیں زندگی ایسے ہی فانی ہے۔ اس کا کیا بھروسہ ہے۔ جتنی بھی غریبوں کی خدمت کر لوں مجھے راحت ہوتی ہے۔ طارق بتاتے ہیں کہ غریبوں کی خدمت کر کے اس کے چہرے پر اتنی خوشی ہوتی تھی جیسے سورج نکل آیا ہو۔ جولائی ۸۶ء میں عید ہی کا دن تھا۔ رخسانہ نے عید پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ طارق کے بڑے بھائی نے مخالفت کی اور ڈانٹ کر منع کر دیا۔ وہ طارق سے کہنے لگی ہم ربوہ چلے جاتے ہیں وہاں اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ پھر وہ پرانے کپڑوں میں ہی عید کی نماز کے لئے چلی گئی حالانکہ شادی کے بعد یہ اس کی پہلی عید تھی۔ عید کی نماز میں وہ بہت روئی اور گھر واپس آتے ہوئے بہت خوش تھی۔ سب کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ ان کے خاوند بتاتے ہیں کہ میں حیران تھا آج اتنی خوش کیوں ہے۔ وہ گھر میں سب کو خوشی سے ملی۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ اس کے آخری لمحات ہیں۔ طارق کا بڑا بھائی آیا اور آتے ہی رخسانہ پر گولیوں کی بارش برسا دی۔ طارق کہتے ہیں کہ مجھے اکثر کہا کرتی تھی کہ جب میں اللہ کو پیاری ہو جاؤں تو مجھے پہاڑوں کے دامن میں دفن کرنا۔ وہ ربوہ ہی کے پہاڑ تھے جہاں پہ بالآخر وہ دفن کی گئی۔

☆ مقبول شہید صاحب کی بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں

کہ میرے شوہر مقبول احمد نے ۱۹۶۷ء میں بیعت کی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مولوی آپ کو بہت تنگ کرتے تھے۔ دھمکیاں دیتے، رات کو گھر پر پتھراؤ کرتے، دروازے کھٹکھٹاتے۔ آپ کا لکڑی کا آرا تھا۔ ایک دن ایک نقاب پوش شخص لکڑی خریدنے کے بہانے آیا اور خنجر نکال کر آپ پر پے در پے وار کئے اور وہیں شہید کر دیا۔ شوہر کی شہادت کے بعد سسرال والوں نے کہا جو غیر احمدی تھے کہ احمدیت چھوڑ دو تو ہم تمہیں پناہ دیں گے۔ دشمن بھی دھمکیاں دیتے رہے کہ احمدیت چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ ہم تمہیں سینے سے لگالیں گے۔ لیکن میں نے ان سب باتوں کو حقارت سے رد کر دیا اور ان سے کہا کہ جو کچھ کر سکتے ہو کر گزرو کسی قیمت پر بھی میں احمدیت کو نہیں چھوڑوں گی جس کی خاطر میرے شوہر کو آپ نے شہید کیا ہے اور اس نے بڑی خوشی سے یہ قربانی دی تھی۔

☆ مریم سلطانہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ ضلع کوہاٹ کے علاقے ٹل میں مقیم تھی۔ اس علاقے میں کوئی احمدی گھرانہ نہ تھا۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات میں وہاں مخالفت کی آگ بہت بھڑکی۔ مخالفین میرے خاوند کو دھوکہ دے کر لے گئے اور غیر علاقے میں لے جاکر شہید کر دیا۔ جب آپ کو شہادت کی خبر ملی تو اردگرد کوئی بھی آپ کا دوست نہ تھا۔ سب مخالف تھے۔ اپنے آپ کو دلاسا دیا اور ہمت کر کے بچوں کو خدا کے سپرد کر کے اپنے میاں کی نعش لینے کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ جس قسم کے حالات تھے نعش کا ملنا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ آپ لاش تلاش کرتی پھرتی تھیں۔ کہتی ہیں میں لاش تلاش کرتی پھرتی تھی اور شہر کے لوگ میرے شوہر کے قتل پر خوشیاں منا رہے تھے۔ میں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کوئی میرے غم میں شریک نہ تھا۔ آخر انہوں نے لاش حاصل کر لی اور ٹرک کا انتظام کیا۔ بڑی بہادر خاتون تھیں خود اکیلے ہی یہ سارے کام کئے پھر ٹرک کا انتظام کیا۔ اس میں لاش رکھ کر چاروں بچوں کو ہمراہ لے کر ربوہ روانہ ہو گئیں۔ کہتی ہیں میں آہوں اور سسکیوں میں زیر لب دعائیں کرتی رہی۔

آپ کے شوہر کی دکان بھی لوٹ لی گئی۔ قاتل وہاں دندناتا پھرتا تھا لیکن کوئی اسے پکڑنے والا نہ تھا۔ لیکن خدا کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔ یہ پاگل ہو گیا اور دیوانگی کی حالت میں گلیوں میں نیم برہنہ پھرتا رہا اور کچھ عرصہ نظر آنے کے بعد کہیں ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا۔ وہ شخص جو مریض دکھانے کے بہانے ڈاکٹر کو بلانے آیا تھا وہ بھی اپنے بھائی کے ہاتھوں بیوی بچوں سمیت قتل ہو گیا۔

یہ واقعات بتا رہی ہیں کہ میں نے نظر رکھی تھی کہ ان لوگوں سے کیا خدا کی تقدیر کرتی ہے۔ تو یہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ ضرور آتی ہے خواہ ہم اس کا تتبع کریں اور ان واقعات کو محفوظ کریں یا نہ کریں۔ یہ بات درست ہے کیونکہ جب میں وقف جدید میں تھا تو میں نے بطور خاص کچھ خدام کی ڈیوٹی لگائی تھی، کچھ مبلغین وقف جدید کی کہ وہ ایک ایک گھر جائیں جہاں مصیبتیں ٹوٹی تھیں اور ان کے حالات کا جائزہ لیں اور گواہیوں کے ساتھ قلم بند کریں کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ان سے کیا سلوک فرمایا۔ اور ان ظالموں کا بھی پتہ کریں اور ان کا ریکارڈ رکھیں جنہوں نے احمدیوں کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک کئے تھے۔ اور پھر ان سے خدا کا سلوک کیا ہوا۔ وہ واقعات وہاں کہیں میرے دفتر میں ابھی بھی محفوظ پڑے ہونگے لیکن حیرت انگیز خدا تعالیٰ کے دو طرح کے نشانات میرے سامنے آئے ہیں۔ ایک حسن و جمال کے نشانات جو مظلوم احمدیوں کے حق میں بعد میں ظاہر ہوئے اور اس کثرت سے ظاہر ہوئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور ایک اس کی جلالی شان کے نشانات تھے اور کس طرح خدا نے ان ظالموں کو ایک ایک کو پکڑا اور ان کو سزائیں دیں۔

پس یہ جو دوسرا پہلو ہے اس کی طرف بھی جماعت کو توجہ کرنی چاہئے۔ یہ جتنے حالات میں بیان کر رہا ہوں ان کو بھی زیر نظر رکھیں اور جو بکثرت اور ہیں جو بیان میں، احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے ان کو بھی زیر نظر رکھیں اور باقاعدہ تحقیق کے ذریعے معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس اپنی راہ میں شہید ہونے والے یا دوسرے مظلومین کے ساتھ کیا سلوک فرمایا اور ان کے دشمنوں سے پھر کیا سلوک فرمایا۔

☆ ڈاکٹر منور احمد صاحب شہید سکرنڈ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے قبل انہوں نے خواب میں دیکھا کہ "میری سونے کی چوڑیوں میں سے ایک چوڑی ٹوٹ کر گر گئی ہے اور ساتھ ہی بہت بڑا ہجوم ہے اور عورتیں باری باری میرے گلے لگ کر رو رہی ہیں اور میں سمجھ نہ سکی کہ وہ کیوں رو رہی ہیں۔ صبح اٹھ کر پریشان رہی، صدقہ بھی دیا مگر یوں محسوس ہوا کہ جسم سے جان نکل گئی"۔ ڈاکٹر صاحب کو خواب سنائی تو کہنے لگے اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جو رات قبر میں آنی ہے وہ باہر نہیں آئے گی۔ بہت بہادر انسان تھے اور کہا کرتے تھے کہ شہادت کسی کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ یہ نصیبوں والوں کا حصہ ہے کاش یہ رتبہ مجھے نصیب ہو۔ سکرنڈ کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو مجھے کہنے لگے کہ ربوہ چلی جاؤ مگر میں نہ مانی اور کہا کہ چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ جب شہادت کا دن آیا تو کلینک میں دو آدمی آئے اور گولیاں برسا کر آپ کو وہیں شہید کر دیا۔ بیان کرتی ہیں کہ شدید گرمی میں پونے تین بجے کے قریب تینوں بچے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک اٹھ کر چیخیں مارنے لگے۔ میں پہلے ہی بے چین تھی کہ اتنے میں کمپوڈر روتا ہوا آیا اور بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو کسی نے گولی مار دی ہے۔ بہت ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ ایک غم کا پہاڑ تھا جو مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ بڑی تکلیف میں یہ دن کٹے۔ بچے کہتے تھے کہ ابو کو کس نے گولی ماری؟، کیوں ماری؟ میں ان کو گولی مار دوں گا۔ ایک بچہ کہتا کہ وہاں اور لوگ بھی تو تھے انہوں نے ہمارے ابا ہی کو کیوں مارا۔ میں ان کو سمجھاتی رہی کہ ان کو شہادت کا شوق تھا سو وہ شوق پورا ہوا اور شہادت نصیب ہوئی۔

☆ مکرمہ ثریا صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ گوجرانوالہ میں علی پور میں رہتے تھے۔ ۷۴ء کے ہنگاموں میں جب وہاں سے جلوس آیا تو ایک رات پانچ چھ آدمی ہمارے گھر آ گئے۔ میری تائی جان نے ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے گھروں کو اور تم کو جلانا چاہتے ہیں۔ اس پر میری تائی جان نے کہا بے شک ہمارے گھروں کو جلا دو لیکن ہمیں یہاں سے نکل جانے دو۔ اتنے میں میرے بہنوئی عنایت محمد بھی آ گئے۔ انہوں نے میرے بہنوئی اور میرے والد غلام قادر کو پکڑ لیا۔ میرے سامنے ان کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ اکیلی عورت تھی، بے بس تھی، کچھ نہ کر سکتی تھی۔ میرے دیکھتے دیکھتے ان ظالموں نے ان دونوں کو گولیاں مار مار کر شہید کر دیا۔ اللہ نے مجھے صبر کی توفیق بخشی، گو غموں کا پہاڑ تھا جو ٹوٹ پڑا تھا۔ دو ماہ بعد میری والدہ بھی وفات پا گئیں۔ بہت تکلیف دہ حالات تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہر موقع پر ثبات قدم عطا فرمایا۔

☆ محترمہ امتہ اللہ اور امتہ الرشید صاحبہ دونوں بیٹیاں ہیں ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب جدران کی۔ یہ لکھتی ہیں ۱۹۸۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو آپ کو کئی دفعہ دھمکی آمیز خطوط آئے یعنی ان کے والد کو کہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ لیکن آپ کو ان دھمکیوں سے کوئی خوف اور ڈر نہ تھا۔ بلکہ نماز تہجد میں شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ آخر ایک روز ایک شخص مریض بن کر آیا اور مسیحا کی جان لے گیا۔ اس نے کئی فائر کئے اور ڈاکٹر صاحب نے اسی وقت شہادت کا رتبہ پا لیا۔ آب زمزم سے دھلے ہوئے دو کفن مکہ سے لائے تھے ان کی خواہش تھی کہ ان کفنوں میں ان کو دفنایا جائے۔ اصولاً شہید کو کفن نہیں دیا جاتا مگر ڈاکٹر صاحب کے کپڑے خون میں لت پت تھے جو پولیس نے لے لئے اور ڈاکٹر صاحب کو مجبوراً پھر وہی کفن کی چادریں پہنانی پڑیں۔

☆ امتہ الحفیظ شوکت صاحبہ، ڈاکٹر انعام الرحمٰن صاحب انور شہید کی اہلیہ لکھتی ہیں۔ جب ایک دن لوگوں نے آپ کو حالات خراب ہونے اور اس کے نتیجے میں خطرات سے آگاہ کیا تو آپ نے یہ کہہ کر علاقہ چھوڑنے سے انکار کر دیا کہ پھر تو یہ علاقہ احمدیت سے خالی ہو جائے گا۔ آپ کے تمام بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب نے بھی سندھ چھوڑنے کا مشورہ دیا مگر اس وقت بھی حامی نہ بھری بلکہ کہنے لگے کہ شاید سندھ کی سرزمین میرا خون مانگتی ہے۔ اور پھر سینے پر ہاتھ مار کر کہنے لگے کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ ڈاکٹر صاحب مجھے کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ جیسی درد مند، محبت کرنے والی، دین کی راہوں پر قدم مارنے والی ساتھی عطا کر دی ہے۔ آخری دن جب ہم دونوں بازار گئے ہوئے تھے تو ایک دوکان پر مجھے انتظار کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی ایک سٹول لا کر دیا کہ آپ یہاں بیٹھیں۔ یہ گوارا نہ تھا کہ میں کھڑی ہو کر بے آرامی میں انتظار کروں۔ ساتھ ہی گوشت والی دکان تھی ڈاکٹر صاحب گوشت لے کر پیسے نکالنے لگے تو پیچھے سے اچانک دشمنوں نے حملہ کر دیا اور موقع پر ہی آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی لاش خون میں لت پت تھی۔ آپ نے اپنے خون میں انگلیاں ڈبو کر "لا الہ الا اللہ" لکھا اور اس حالت میں جان دے دی۔ ان کی شہادت کا منظر بڑا دردناک تھا۔ میرے سامنے تڑپتے تڑپتے جان دی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے صبر کی توفیق بخشی۔

یہ تو چند واقعات ہیں جو احمدی مردوں کی شہادتوں کے واقعات یا بعض احمدی خواتین کی شہادت کے واقعات، کس طرح انہوں نے اپنے پیاروں کو خدا کی راہ میں جانیں لٹاتے دیکھا اور کس طرح انتہائی بہیمانہ اور سفاکانہ سلوک پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو عظیم صبر کی توفیق بخشی۔ یہ وہ داستانیں ہیں جن سے احمدیت زندہ ہے۔ شہید خود بھی زندہ ہوتے ہیں اور ان قوموں کو بھی زندہ کر جاتے ہیں جن سے وہ وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کی گواہی جو قرآن کریم نے عطا فرمائی ہے اس کے ہم سب گواہ ہیں۔ حقیقت میں شہیدوں کی زندگی سے قومیں زندگی پایا کرتی ہیں۔ پس میں چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے بقیہ حصے کو آئندہ کے لئے رکھتا ہوں۔

میں آپ کو صرف اتنی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کے لئے راہیں معین کر دی گئی ہیں۔ ہر وقت میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مردوں اور بچوں اور عورتوں کو مزید ابتلاؤں سے بچائے اور بغیر ابتلاؤں ہی کے اجر کا ایک لامتناہی سلسلہ عطا فرما دے۔ مگر انسان کی سوچ ناقص ہوتی ہے۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے شہادت کی دعا کریں تو میں جانتا ہوں کہ شہادت کا رتبہ کیا ہے۔ مگر میں ان کو لکھا کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت اور جماعت کو اس وقت غازیوں کی ضرورت ہے۔ مگر ایک انسانی سوچ ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب جماعت کو شہادتوں کی ضرورت ہے اور کب جماعت کو غازیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پس جب بھی اس کی تقدیر ایک فیصلہ فرمائے گی وہ فیصلہ بہر حال جاری ہو گا۔ اس لئے میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ کی ان پاک خواتین نے جو آپ سے پہلے ان مصیبتوں میں سے پہلے گزری ہیں، انہوں نے آپ کے لئے راہ عمل معین کر دی ہے۔ وہ زمین پر چلنے والی ایسی تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے۔ اگر ایسے واقعات پھر رونما ہوں جیسا کہ آج پاکستان کا ملاں شدید طیش کھا کر، غیظ و غضب کا شکار ہو کر دوبارہ ایسے ہی حالات پاکستان پر وارد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو میری نصیحت یہ ہے کہ دنیا چند روزہ ہے جو کچھ بھی ہو، ہو جائے۔ اپنے ایمان کو سلامت رکھتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوں اور یاد رکھیں کہ آپ جو شہید کا مرتبہ پانے والے ہیں آپ کبھی مر نہیں سکتے۔ آسمان کا خدا گواہ ہے کہ آپ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ اور آپ ہی کی زندگی سے آپ کے بعد پیچھے رہنے والی قومیں زندہ رہیں گی اور اسی کا فیض پاتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ یہ توفیق عطا فرماتا رہے۔

اس ضمن میں، میں آخری نصیحت یہ کرتا ہوں کہ آج جو تبلیغ کا دور ہے اس میں جیسا کہ حیرت انگیز طور پر احمدی خواتین قربانیاں پیش کر رہی ہیں، اس راہ میں قدم آگے بڑھاتی رہیں۔ کیونکہ وہ لوگ جو داعی الی اللہ ہوتے ہیں ان کی غیر معمولی حفاظت آسمان سے اترتی ہے، حفاظت کے سامان آسمان سے اترتے ہیں۔ اور یہ وہ موقع ہے جس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ داعیین الی اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت غیر معمولی طور پر حفاظت کے سامان کرتی ہے، پہلے بھی ہوتے رہے ہیں، آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ لیکن بعض دفعہ دعوت الی اللہ کی راہ میں بھی شہادت واقع ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دعوت الی اللہ سے نہیں رکنا۔

ہم یعنی احمدیت آج ایک ایسے عظیم دور میں داخل ہو چکی ہے جہاں سارے پیمانے تبدیل کر دئے گئے ہیں۔ وہ ممالک جو بیس پچیس سال میں بھی چند سو یا ہزار بیعتوں سے زیادہ نہیں کروا سکتے تھے۔ ان کے بیعتوں کے پیمانے تبدیل کئے جا چکے ہیں۔ حیرت انگیز طور پر خدا تعالیٰ جماعت کی طرف ان لوگوں کے رجحان کر رہا ہے جن لوگوں کو پہلے جماعت سے نفرت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس سلسلے میں ایم ٹی اے کو بھی عظیم خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ پس میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ دعوت الی اللہ کے کام

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جو مال خدا کے رستے سے روکا جائے وہ ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے اور روحانی ہلاکت ہے جو پہلے پیش نظر ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق یکم تبوک ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(البقرہ: ۱۹۶)

گزشتہ خطبے میں میں نے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" کی آیت پر کچھ امور آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے یعنی نیکی حقیقت میں وہی نیکی ہے جو محبت کے تعلق میں خرچ کے لئے انسان کو آمادہ کرے۔ وہی نیکی جو محبت کے تعلق میں خرچ پر آمادہ کرے حقیقی نیکی وہی ہے "حتی تنفقوا مما تحبون" میں بیان کر چکا ہوں کہ جس چیز سے انسان کو محبت ہو وہ خرچ کر ہی نہیں سکتا جب تک جس کے لئے خرچ کرے اس سے زیادہ محبت نہ ہو۔ پس یہ مضمون ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی کہ اگر تم محبت چاہتے ہو تو لازم ہے کہ وہ چیزیں میری راہ میں پیش کرو جن سے تمہیں محبت ہو۔ پس جب تم اپنی محبوب چیزیں قربان کرو گے تو میری محبت حاصل کرو گے۔

ایک اور آیت میں اسی محبت کے مضمون کو آخر پر یوں کھولا ہے "وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" کہ دیکھو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور خرچ نہ کر کے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ تم بہت بڑا نقصان اٹھاتے ہو جب خدا کی راہ میں خرچ سے رک جاتے ہو۔ نقصان اٹھاتے ہو کہ گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ "واحسنوا" خرچ کرو خدا کی راہ میں اور زیادہ اچھے انداز سے خرچ کرو، اس میں حسن پیدا کرو "ان اللہ یحب المحسنین" اور یاد رکھو کہ اللہ یقیناً احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ وہی وعدہ جو محبت کا "لن تنالوا البر" میں مضمر تھا وہ کھول کر یہاں بیان فرما دیا گیا اور تقابل پہ یہ بات کھول دی کہ خدا کی محبت کے سودے ہی اصل سودے ہیں اور وہ خدا کی راہ میں جب خرچ کرو تو اس کو خوبصورت بنا کے خرچ کرو۔ احسان کے مختلف مواقع پر مختلف معانی ہوتے ہیں نماز میں احسان کا اور معنی ہے اور خرچ کے تعلق میں احسان کا اور معنی ہے۔ خرچ کے تعلق میں احسان کا وہی معنی ہے جو ہم روز مرہ کی زندگی میں ان کے تعلق میں جن سے ہمیں محبت ہو احسان کے مضمون کو ہمیشہ طبعی طور پر جاری بھی کرتے ہیں، سمجھتے بھی ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ ایک تحفہ انسان جب محبوب کو پیش کرتا ہے تو اس کے ارد گرد وہ کاغذ جس میں وہ لپٹا ہوا ہے اس کی در حقیقت تو کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن دن بدن اس کی اہمیت اتنی بڑھتی جا رہی ہے اب یہ باقاعدہ ایک سائنس بن چکی ہے کہ تحائف کو کس طرح ایسے خوبصورت لباس میں لپیٹ کے پیش کیا جائے کہ دیکھنے والا اسکو جس طرح لپٹا ہوا ہے، جس طرح پیش ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے کہ میری خاطر کوئی محنت کی گئی ہے۔ اور اب تو اتنے بڑے بڑے پارسلوں میں اتنے چھوٹے چھوٹے تحفے آنے شروع ہو گئے ہیں کہ اس مضمون کو انہوں نے بدل دیا ہے۔ قرآن کا مضمون تو حکمت پر مبنی ہے۔ تحفہ بنیادی مرکزی چیز رہنی چاہئے۔ ارد گرد کا لباس احسان کا اظہار کرنے والا ہو کہ تحفے کے ساتھ بہت محبت وابستہ ہے اس لئے اسے سجایا گیا ہے۔ اب جو دنیا داری کے طریق ہیں ان میں سجانے والی چیز زیادہ اہمیت اختیار کر جاتی ہے اور اندر والی چیز نسبتاً کم اور چھوٹی۔ اس لئے انسان کو اس کا برعکس رد عمل پیدا ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ بہت بڑی کوئی چیز آئی ہے کھولے دیکھے تو اندر سے کوئی چیز خاص نہ نکلے تو ظاہریات ہے کہ مضمون اپنے مقصد کو کھو دیتا ہے۔ مگر قرآن کریم نے جس رنگ میں توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تم خدا کی خاطر خرچ نہیں کرتے تو یاد رکھو یہ ایسی بات نہیں کہ نہیں تو نہ سہی چلو ٹھیک ٹھاک ہے۔ فرماتا ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہے کہ بیچ کی بات نہیں ہے تم ہلاکت کی طرف جا رہے ہو۔ وہی مال جو تم خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بچاتے ہو وہ تمہاری ہلاکت پر منتج ہو گا۔ اتنا بڑا کھلم کھلا اعلان ہے۔ اور پھر راہ میں خرچ کرنے کی تحریص کی خاطر یہ بیان فرمایا کہ محبت کی خاطر خرچ کرنا چاہتے ہو تو پھر سجا کر پیش کیا کرو۔ ایسے طریق پر پیش کرو کہ تمہاری قربانی میں مزید حسن پیدا ہو جائے اور یاد رکھنا کہ اللہ محسنین سے محبت کرتا ہے۔

اس خرچ کے مقابل پر کچھ دوسرے خرچ بھی قرآن نے بیان فرمائے ہیں لیکن اس سے پہلے چونکہ یہاں مضمون تنبیہ کا چل رہا ہے ایک اور تنبیہ والی آیت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ ہلاکت کن معنوں میں ہوتی ہے۔ اس کی تشریح قرآن کریم خود بیان فرما رہا ہے۔ "یا ایھا الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ"۔ اے لوگو جن کو ہم نے دنیا میں رزق عطا فرمایا ہوا ہے۔ اے ایمان لانے والو یاد رکھو کہ اس دن سے پہلے پہلے خرچ کر لو جس دن پھر کوئی سودا نہیں چلے گا۔ تمہیں خرچ کا اختیار اس دنیا میں ہی ہے اس کے بعد کوئی خرچ کا اختیار نہیں رہے گا۔ اور وہ وقت ہر لحہ قریب آ رہا ہے کہ تمہارے اپنے مال سے تصرف کے اختیارات اٹھ جائیں گے اور چھین لئے جائیں گے۔ تو جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو اور مرنے سے پہلے پہلے کرو۔ "لا بیع فیہ" اس میں کوئی سودا نہیں ہو گا "ولا خلۃ" اور کوئی دوستی بھی کام نہیں آئے گی۔ "ولا شفاعۃ" اور کسی قسم کی سفارش نہیں چلے گی "والکافرون ھم الظالمون" (البقرہ: ۲۵۵) اور کافر لوگ خود ہی ظلم کرنے والے ہیں۔ یہاں کافر کا ایک اور مفہوم بھی ہے جو اس مضمون سے تعلق رکھتا ہے وہ ہے ناشکرے لوگ۔ وہ لوگ جو ناشکرے ہیں خدا تعالیٰ سے رزق پاتے ہیں پھر اس کی راہوں میں اس کو روک رکھتے ہیں یہاں تک کہ موت آ کر ان کو اپنے مال سے بے تعلق کر دیتی ہے اس پر ان کو کوئی تصرف نہیں رہتا۔ یہی ہیں جنہوں نے ظلم کیا ہے۔ جب کہ موقع تھا کہ اس مال کے نتیجے میں اللہ کی محبت کماتے اور لافانی اجر کے مستحق ہو جاتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل لعبادی الذین آمنوا" یہی مضمون ہے مگر ایک اور رنگ میں خطاب میں ایک بہت ہی پیار کا کلمہ داخل کر کے تحریص فرما دی گئی ہے، تنبیہ کے ساتھ اس خطاب میں ایک تحریص کا پہلو بڑا نمایاں ہے۔ "قل لعبادی" میرے بندوں سے کہہ دے جن پہ مجھے اعتماد ہے کہ وہ میرے بندے بن کے دکھائیں گے جو ایمان لائے ہیں۔ "یقیموا الصلوٰۃ" نماز کو قائم کریں "وینفقوا مما رزقناھم" اور خرچ کریں اس سے جو ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے۔ "سرا و علانیۃ" چھپ چھپ کر بھی اور کھلم کھلا بھی۔ یہاں بھی دیکھ لیں مسلسل چھپانے کے مضمون کو پہلے رکھا ہے خرچ میں اور ظاہر کے مضمون کو بعد میں رکھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر محبت کے خرچ ہیں تو دنیا کی خاطر ہو ہی نہیں سکتے اور ثبوت اس بات کا کہ اللہ کی خاطر ہے یہ ہے کہ صرف اللہ کی نظر میں آئے چیز کسی اور کی نظر میں نہ آئے اس رنگ میں خرچ کرو۔ لیکن اگر تم اس رنگ میں خرچ کرتے ہو تو پھر اس بات کے بھی مجاز ہو کہ کھلم کھلے تحائف بھی پیش کرو کیوں کہ بسا اوقات دنیا کی تحریص کی خاطر بعض خرچ کھلے کھلے کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے بعض دفعہ اعلانیہ چندوں کی تحریک کی جاتی ہے اور اعلانیہ چندہ دینے والوں کے نام لئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی طریق اختیار فرمایا لیکن جو مخفی پہلو ہے وہ حفاظت کرتا ہے اعلانیہ کی۔ جو چھپی ہوئی نیکی ہے وہ ظاہر نیکی کی حفاظت کرتی ہے۔ اور ضامن بن جاتی ہے اس بات پر کہ خدا کو یہ مقبول ہو گی۔ کیوں کہ اس کے اس بندے نے دنیا کی نظر سے غافل محض چھپ کر کبھی راتوں کے اندھیروں میں، کبھی مخفی طریق پر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کئے ہوئے ہیں۔ پس یہ "عبادی" کا جب خطاب فرمایا تو اس کی طرف توجہ دلا دی کہ دیکھو "سر" کے پہلو کو بھلانا نہیں۔ کھلی قربانیاں بھی پیش کرنا مگر ایسی مخفی قربانیاں بھی ضرور پیش کرنا کہ اس سے یقین ہو جائے کہ تم محض محبت کی خاطر کر رہے ہو اور خدا کی محبت کی خاطر کر رہے ہو، پھر اس کا جواب بھی اسی طرح ملے گا۔ اور یہ جو جواب ہے میں ضمناً آپ کو بتا دوں اس کا ایک بہت گہرا تعلق انسان کے ہاتھ سے رونما ہونے والے اعجازوں سے ہے۔ بسا اوقات ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ خاص اعجاز کا سلوک فرماتا چلا جاتا ہے اور دنیا نہیں سمجھتی کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ کوئی اس کی نیکی ایسی خاص دکھائی نہیں دیتی، نمازیں بھی اسی طرح پڑھتا ہے جیسے دوسرے لوگ پڑھتے ہیں، قربانیاں بھی اسی طرح دیتا ہے جیسے دوسرے لوگ دیتے ہیں مگر ایک مخفی ہاتھ اعجاز کے ساتھ

ساتھ چلتا ہے۔ وہ سویا ہوا بھی ہو تو اس کے لئے اس کا خدا جاگتا ہے اور اس کی تائید فرماتا ہے۔ اس کا راز اس بات میں ہے کہ مخفی طور پر اللہ سے محبت کے ایسے اظہار کرتا ہے جس میں خدا کی نظر کے سوا اور کوئی نہیں دیکھتی۔ تو اللہ بھی مخفی پیار کرتا ہے اور مخفی پیار کا مطلب ہے دنیا کو پتہ ہی نہیں کہ پیار ہے کیوں اور اندر اندر پیار کے رشتے چل رہے ہیں۔ وہ اظہار دیکھتے ہیں تو تعجب میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن وہ باتیں نہیں دیکھتے جو اس مخفی پیار کو پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر ایک اور رنگ میں روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ خارق عادت باتیں تو لوگ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عادت کے خلاف ایک نمایاں طور پر اعجاز دکھایا، عادت سے مراد روز مرہ کا قانون قدرت ہے، قانون قدرت کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک بالا قانون کو جاری فرمادیا اور یہ نہیں سوچتے کہ ایسا کیوں ہوا۔ فرمایا تم اگر اللہ تعالیٰ سے خارق عادت تعلق پیدا کرو گے تو لازم ہے کہ اللہ تمہارے لئے خارق عادت نشانات دکھائے۔ پس انبیاء کے لئے جو ایسے اعجاز دکھائے جاتے ہیں جن کا حل محض قانون قدرت کے سمجھنے میں نہیں بلکہ قانون قدرت سے بالا قوانین ہیں جو خارق عاذت ہیں یعنی عام قانون سے ہٹ کر ہیں، ان کے اجراء سے تعلق ہے۔

جو چھپی ہوئی نیکی ہو وہ ظاہر نیکی کی حفاظت کرتی ہے اور ضامن بن جاتی ہے اس بات پر کہ خدا کو یہ مقبول ہوگی کیونکہ اس کے بندے نے دنیا کی نظر سے غافل محض چھپ کر کبھی راتوں کے اندھیروں میں، کبھی اور مخفی طریق پر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کئے ہوئے ہیں

پس جو بندہ روز مرہ کے دستور کے مطابق عبادات کے حق بجالانے کے علاوہ کچھ اور ایسے رنگ بھی رکھتا ہے جو عام انسانوں کی عادتیں نہیں ہیں۔ ان سے بڑھ کر، ان سے الگ ہو کر اللہ سے تعلق قائم کرتا ہے اور اس کے لئے قربانیاں پیش کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خارق عادت اعجاز نمائی کی یہ وجہ ہے۔ کیونکہ اللہ سب سے زیادہ شکر گزار ہے، سب سے بڑھ کر شکر ادا کرنے والا ہے حالانکہ کوئی بھی ایسا وجود نہیں ہے جو اللہ کو ممنون کر سکے مگر اس کے شکر کے انداز نرالے ہیں۔ وہ دراصل احسان کا دوسرا نام ہے۔ حد سے بڑھا ہوا محسن جو ہے وہ چھوٹی سی بات پر بھی جو اس کو در حقیقت فائدہ نہیں پہنچاتی بلکہ ایک بے ضرورت سا اضافہ ہے اس کے تصرف میں، اس پر بھی اتنا زیادہ ممنون احسان ہو جاتا ہے کہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کو اچھا بدلہ دے، پس ویسے ممنون نہیں ہوتا۔ ایک بادشاہ کو برگ سبز کا تحفہ دے دیں تو اس کو ویسے ممنون ہونے کی وجہ ہی کوئی نہیں۔ سارا ملک ہی اس کی ملکیت کی طرح کا ہے اور بے شمار خزانے، بے شمار ضرورت کی ہر قسم کی چیزیں مہیا۔ لیکن بعض دفعہ تحفہ دینے والا ایک غریبانہ تحفہ پیش کرتا ہے اور اس کو انعامات کی خلعتوں سے نوازتا اور بے حد اس کے اس جذبے کو قبول کرتے ہوئے اس سے پیار اور تعلق کا اظہار کئی رنگ میں کرتا ہے، حالانکہ بات بیچ میں کچھ بھی نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے کہ جذبہ جو پیچھے کار فرما ہے، تحائف کی کنجی اس جذبے میں ہے۔ وہ جذبہ اگر خارق عادت ہو گا تو تحائف کی شکل بھی خارق عادت ہو جائے گی۔ اور وہ مخفی جذبہ نیت سے تعلق رکھتا ہے اس اندرونی فیصلے کے حالات سے تعلق رکھتا ہے جن حالات میں ایک شخص نے ایک فیصلہ کیا ہے۔ وہ حالات اگر ایسے ہوں کہ بظاہر ایک انسان توفیق نہ پاتا ہو کچھ پیش کرنے کی اور سوچوں کے بعد آخری دل کی نیت یہ فیصلہ کرے کہ جو کچھ بھی ہے میں خدا کی خاطر یہ ضرور کروں گا۔ یہ چونکہ خارق عادت فیصلہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے پھر خارق عادت طریق اختیار فرماتا ہے۔

لیکن خارق عادت سے پہلے احسان کا مضمون ہے اور یہ جو میں نے ابھی آیت آپ کے سامنے رکھی ہے اس میں احسان ہی کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ "واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین" کہ بعض لوگ ہیں جو احسان سے کام لیتے ہیں۔ اپنی چیزوں کو، اپنی قربانیوں کو حسین بناتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اب فرمایا "سراً و علانیۃ" اور "سراً" کا مضمون میں بیان کر رہا ہوں کہ جو مخفی ہے اس میں خارق عادت باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اعلانیہ ہیں ان میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے اپنی مخفی قربانیوں کی حفاظت کریں اور ان پر نظر رکھیں اور ان کو پہلے سے بڑھ کر خوب صورت بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور یہ وہ چیز ہے جو اس دن کام آئے گی۔ "یوم لا بیع فیہ ولا خلال" جس دن نہ کوئی تجارت کام آئے گی نہ کوئی دوستی کسی کے کام آئے گی۔

قیامت کے دن بھی بعض ایسے فیصلے ہونگے جن کی لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گی۔ قیامت کے دن بھی کچھ ستاری کے ایسے اظہار ہونگے جس کی دنیا کو سمجھ نہیں آئے گی۔ بظاہر یوں لگے گا کہ خدا تعالیٰ نے یونہی بعضوں کو چن لیا ہے۔ ستر ہزار جو بے حساب امت محمدیہ میں بخشے جائیں گے یا امت محمدیہ میں جو خوش نصیب ستر ہزار کی تعداد میں بخشے جائیں گے یہ وہی لوگ ہیں۔ بے حساب ہے ان کے اعمال نامے سے پردہ اٹھایا ہی نہیں جائے گا۔ کسی کو بتایا ہی نہیں جائے گا کہ نیکیاں کتنی تھیں بدیاں کتنی تھیں۔ اور صرف یہ اعلان ہو گا کہ بخشے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ویسے تو اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس کو چاہے بخشے، کسی دلیل کا محتاج نہیں مگر چونکہ حکیم ہے اس لئے مخفی در مخفی حکمتیں ضرور کار فرما ہوتی ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ محض ملکیت کے اظہار کی خاطر کر دے اور اس میں مخفی حکمت کوئی نہ ہو۔ حکمت سے عاری خدا کا کوئی فیصلہ نہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں ان لوگوں کا بھی مخفی قربانیوں سے تعلق ہے۔ کچھ باتیں انہوں نے ایسی چھپا کر خدا کی خاطر کی ہیں، اس کی محبت جیتنے کے لئے کچھ ایسے انداز اختیار کئے جو اللہ جانتا ہے یا وہ جانتے ہیں۔ اس لئے قیامت کے دن بھی اللہ سب سے زیادہ شکور بن کر ان پر ظاہر ہو گا۔ کسی کو نہیں بتائے گا کہ کیا بات ہے۔ جس طرح انہوں نے چھپائی اپنی محبت، اللہ اس محبت کو ایسے رنگ میں چھپائے گا کہ دنیا پر ظاہر تو ہوگی مگر سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا وجہ ہے کیوں ان لوگوں سے ایسا احسان کا سلوک ہو رہا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض خاص ادائیں خدا کی محبت کی اس کو پسند آتی ہیں جبکہ ایسا شخص بعض دفعہ بدیوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے، کمزوریوں کا بھی شکار ہوتا ہے۔ پس وہ بے حساب لوگ جو ہیں عین ممکن ہے کہ ان میں ایسے لوگ شامل ہوں جن کی بعض نیکیاں اتنی خالص تھیں، بعض ادائیں اللہ کو اتنی پیاری تھیں کہ ان بدیوں سے صرف نظر کرنے کا فیصلہ فرما لیا گیا۔ وہ کھاتے اگر کھل کر پیش کر دئے جاتے تو خدا کے احسان میں ایک قسم کی کدورت داخل ہو جاتی۔ وہ کہتے اللہ نے بخشا تو ہے مگر سب کو بتا کے بخشا ہے کہ یہ تھا۔ اس لئے ان کو بخشا گیا ہے ایسے انداز میں کہ کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کھاتے کے اندر کیا چیز تھی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسی حساب کتاب کے مضمون میں یہ بھی فرماتے ہیں، یہ ایک انداز ہے ویسے تو خدا کا نہ جسم ہے نہ اس کے کان ہیں ایسے، مگر اظہار بیان کا ایک طریق ہے جسے انسان سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا، بعض ایسے بندوں کو بلا کر ان کے کان میں بات کرے گا کہ دیکھو یہ بات ہے میں تجھے بخش رہا ہوں۔ تو یہ پیار کے انداز ہیں اور منعکس ہو رہے ہیں، اصل میں دل سے اٹھے ہیں وہ انداز اور خدا تعالیٰ کے احسان کے آئینے سے منعکس ہو کر بہت زیادہ خوبصورت بن کر، بہت زیادہ دلکش ہو کر اور روشن تر ہو کر پھر وہ قیامت کے دن جزاء کے طور پر پیش کئے جائیں گے۔

پس یہ جو قرآن کریم فرماتا ہے "سراً و جهراً" ساتھ اس کے یہ بھی فرماتا ہے کہ یہ لوگ جو اس طرح خرچ کرنے والے ہیں یہ دوسرے لوگوں کے برابر ہو نہیں سکتے، ان کا وجود ایک مختلف وجود ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو کھولتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(سورہ النحل: ۷۶)

کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے غلام کی مثال بیان فرماتا ہے جو خود مملوک ہے۔ یہاں عبد نہیں کہا گیا بلکہ مملوک لفظ ساتھ شامل کر کے جو خرچ کا مضمون چل رہا ہے اس کے ساتھ اس کے تعلق کو دوہرے طور پر باندھ دیا گیا ہے۔ "لایقدر علیٰ شئ" کسی چیز پر بھی وہ قادر نہیں ہے۔ کیا اس کی مثال اس جیسی ہو سکتی ہے "و من رزقناہ" اس کی بھی مثال پیش فرما رہا ہے اللہ، جسے کہتا ہے ہم نے رزق عطا فرمایا "حسنا" بہت خوب صورت رزق تھا "فھو ینفق منہ" پھر وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے "سراً و جهراً" مخفی طور پر بھی اور ظاہر کرتے ہوئے بھی "ھل یستون" بھلا یہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔

اب یہ "ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکا" کا اس مضمون سے کیا تعلق ہے۔ ایک غلام تو بے اختیار ہے وہ خرچ بے چارہ کر ہی نہیں سکتا اس کا کیا قصور ہے اور اس کے مقابل پر جو آزاد ہے اس کے خرچ کی اتنی تعریف کیوں کی جا رہی ہے۔ اگر عام سرسری نظر سے یہ آپ پڑھتے رہیں قرآن کریم تو بہت سے ایسے مسائل ہیں جو کبھی بھی آپ پر حل نہیں ہوں گے۔ جہاں تعجب کی بات ہے وہاں ٹھہرنا چاہئے غور کر کے سمجھنا چاہئے کہ کوئی ضرور مخفی پیغام ہے۔ دراصل یہاں "عبداً مملوکا" سے مراد واقعۃ غلام نہیں ہیں بلکہ وہ جو اپنی دولت کا غلام بن جاتا ہے، جو شیطان کا بندہ ہو کر خود اپنی ہی دولت کا غلام بن جاتا ہے اور اس کے تصرف سے اس غلامی کے نتیجے میں وہ دولت نکل جاتی ہے۔ وہ شخص جو حد سے زیادہ مال سے محبت کرنے والا ہو وہ مال کی زنجیروں میں ایسا جکڑا جاتا ہے کہ بسا اوقات اپنی اولاد کو بھی محروم کر دیتا ہے۔ اور

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
MTV AHMADIYYA
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

میرے سامنے بارہا ایسے واقعات آئے ہیں۔ اولاد ہے جس میں سے بعض تو اس مقام پر پہنچ گئے کہ اپنے باپ پر لعنتیں ڈالنے لگے کیونکہ ماں کو بھی ساری عمر اس ظالم نے ہر نعمت سے محروم رکھا اور اولاد کو بھی ہر نعمت سے محروم رکھا۔ وہ سڑکوں پر غریبانہ فاقوں کی زندگی بسر کرنے والے اور باپ ہے جو دولت اکٹھی کئے جارہا ہے۔ ان کو سمجھاتا ہوں کہ دیکھو پھر بھی اف نہیں کرنا لیکن سمجھتا بھی ہوں کہ وہ ماحول بڑا ہی صبر آزما ہوگا جس میں آئے دن وہ اپنی ماں کو ذلیل ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ باپ میں توفیق ہے، مال جمع کر رہا ہے، جائیدادیں بنا رہا ہے مگر اتنی توفیق نہیں ہے کہ اس کو خود اپنی ہی اولاد کے لئے خرچ کر سکے۔ تو یہ وہ عبد مملوک ہے جس کا ذکر چل رہا ہے۔ غلام ہے، پیسے ہیں، لیکن خود اپنی ہی دولت کا غلام بن کر مملوک بن گیا ہے، مالک نہیں رہا۔ تو وہ دولت مند جو مالک ہی نہ ہو اس پر کس کو حسرت ہو سکتی ہے، کس کو اس پر رشک آسکتا ہے وہ تو قابل رحم ہستی ہے ایک۔ دیکھنے میں مالک مگر عملاً مملوک۔ تو مالک کے مقابل پر لفظ مملوک کو رکھ کر اس مضمون کو کھول دیا گیا کہ مالی معاملات کی بات ہو رہی ہے یاد رکھنا بعض لوگ مالک ہوتے ہی نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ بڑے امیر لوگ ہیں۔ ان کی امارت کیا خاک ہے کہ جو اپنوں پر بھی کچھ خرچ نہ کر سکیں، اپنی ضرورت بھی پوری نہ کر سکیں اور ایسے ایسے کنجوسوں کے متعلق لطیفے بھی ہیں مگر واقعۃً ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ ایک ایسے کنجوس کا کسی اور ایسے کنجوس کے ساتھ اپنی کنجوسی کے متعلق مقابلہ شروع ہوا۔ وہ اس کنجوسی کو اپنی عقل اور فراست کا نشان سمجھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ تاجر ہو تو ایسا ہو۔ تو اس نے کہا تم کیسے خرچ کرتے ہو۔ اس نے کہا میں تو بہت ہی احتیاط کرتا ہوں، روٹی چپڑنے کی تو کبھی توفیق نہیں ملی میں تھوڑا سا گھی ذرا سا لگا کے ایک لقمے کو اس کو ساری روٹی پر پھیرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ ساری روٹی پہ مجھے خیال ہو کہ گھی لگ گیا ہے، پھر میں مزے لے لے کے وہ کھاتا ہوں۔ تو دوسرے نے کہا تم بڑے خراج ہو، ایسا نہ کیا کرو۔ میں نے تو گھی رکھا ہوا ہے روٹی دکھاتا ہوں اس کو اور کھالیتا ہوں۔ یہ مملوک ہیں جن کا ذکر چل رہا ہے۔ عبد بھی ہیں، غلام ہیں نفس کے اور مملوک بھی ہیں اپنی ملکیت کے خود مملوک بن چکے ہیں۔ جس کے مالک تھے وہ ان کا مالک بن گیا، یہ ہے مضمون جو مملوک کا لفظ آپ کو دکھا رہا ہے۔ "لا یقدر علی شی" جن کے پاس ہے ہی کچھ نہیں خرچ کرنے کو، ان کو طاقت کیا ہے کسی چیز کی۔ وہ مال جو طاقت بنے وہ ہے جو رعب داب کا یا دنیاوی فوائد کا موجب بنا کرتا ہے۔ ایسے لوگ نہ اس مال سے سیاست خرید سکتے ہیں، نہ دنیا کے مراتب خرید سکتے ہیں، نہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں، نہ لوگوں کے فائدے کے سامان کر سکتے ہیں۔ تو فرمایا "لا یقدر علی شی" ایسا مملوک جس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ رہا ہو "و من رزقناہ منا رزقا حسنا" اور مثال دیکھو کہ اسے ہم نے رزق حسنہ عطا فرمایا ہے۔ یہاں وہ مضمون نہیں ہے کہ کم ہونے کے باوجود خرچ کرتا ہے۔ یہاں ایک اور مضمون نکالا گیا ہے کیونکہ یہاں ایسے ایک مالدار کا دوسرے مال دار سے مقابلہ دکھایا جارہا ہے۔ دنیا کے لحاظ سے دونوں ہی دولت مند ہیں اس لئے رزق حسنہ کی بات ہونی چاہئے تھی۔ ایک دولت مند دولت مند ہوئے بھی فقیر ہو گیا وہ مالک ہوتے ہوئے مملوک بن گیا آقا ہوتے ہوئے بھی غلام ہو گیا۔ دوسرا دولت مند ہے اسے رزق حسن عطا فرمایا ہے۔ پھر وہ کیا کرتا ہے "سرا و جھرا" خرچ کرتا ہے چھپ چھپ کے بھی اور ظاہرا طور پر بھی۔ "ھل یستون" کیا وہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ "الحمد للہ" قرآن کریم کا طریق ہے جب بہت ہی شان دار مضمون بیان ہو تو اس کے بعد الحمد للہ بے اختیار اس آیت کا حصہ بن جاتا ہے۔ بڑا ہی قابل تعریف ہے وہ خدا جس نے یہ مضمون خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ "بل اکثرھم لا یعلمون" لیکن حسرت کا مقام ہے کہ اکثر وہ لوگ جانتے ہی نہیں کہ کیا قصے ہیں، دولت کیوں دی جاتی ہے، اس کے استعمال کون سے ہیں جو دائمی فوائد پہنچانے والے ہیں، کون سے جو عارضی ہیں، کون سے ہیں جو ہلاکت پر لے جانے والے ہیں۔ پس اللہ کی تعریف ہو، ہر تعریف اسی کے لئے ہے جو ان باتوں کو خوب کھول کر بیان کرتا ہے جب کہ حال یہ ہے "اکثرھم لا یعلمون" ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

> **بسا اوقات ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ خاص اعجاز کا سلوک فرماتا چلا جاتا ہے اور دنیا نہیں سمجھتی کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے .... اس کا راز اس بات میں ہے کہ وہ مخفی طور پر اللہ سے محبت کے ایسے اظہار کرتا ہے جس میں خدا کی نظر کے سوا اور کوئی نہیں دیکھتی تو اللہ بھی مخفی پیار کرتا ہے۔**

پھر ایسے بھی لوگ ہیں جو مالی قربانی کرتے ہیں مگر اس قربانی کو بوجھ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور وہ قربانی ان کے کسی کام نہیں آتی۔ یعنی اب ایسے لوگوں کا ذکر فرما رہا ہے قرآن کریم جو خرچ کی توفیق تو پاتے ہیں مگر نیتوں کی خرابی کی وجہ سے ان کا خرچ ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ فرمایا "و من الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما" اعراب میں سے جو بدوی لوگ ہیں ان میں سے ایسے بھی ہیں وہ خرچ کرتے ہیں مگر اسے چٹی سمجھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کیا مصیبت پڑ گئی ہے۔ یہ بھی چندہ دو، وہ بھی چندہ دو، وہ بھی چندہ دو اور کئی لوگ پھر بے چارے کئی نیک نیتی سے اور کئی گھبرا کر کہتے ہیں اتنے چندے ہو گئے ہیں ان کو سمیٹ سمٹا کر ایک بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ بار بار کبھی یہ چندہ آگیا، کبھی وہ چندہ آگیا جس نے مجھے لکھا اس نے تو نیک نیتی سے لکھا مگر ان لوگوں کی آواز بھی مجھ تک پہنچا دی جو بے آواز ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہے چٹی اور مصیبت مگر منہ سے کہہ نہیں سکتے۔ مگر ان سے پہلے قرآن یہ آواز پہنچا چکا ہے۔ فرمایا ایسے بدوی مزاج لوگ ہیں جب تم ان سے چندے مانگتے ہو تو ہوتی مصیبت ہی ہے ان کے لئے اور ایسی مصیبت پڑی رہتی ہے بے چاروں کو "یتربص بکم الدوائر" وہ چاہتے ہیں تم پر بھی گردش ایام آجائے اور مصیبت سے ان کو چھٹکارا نصیب ہو۔ ایسے لوگ ہی نہ رہیں جو یہ ہر وقت خدا کے نام پر مانگنے کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں "واللہ سمیع علیم" اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ سننے والے اس لئے کہ یہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ بے آواز ہے۔ تو فرمایا ان کے دل کی آواز جو ابھی لفظوں میں نہیں ڈھلی اللہ وہ بھی سن رہا ہے اور بعضوں کے خیالات لفظوں میں نہیں ڈھلے ہوتے ان کو بھی اللہ جانتا ہے۔ بے آواز پیغامات کو بھی سن رہا ہے اور وہ پیغامات جو ابھی آوازوں میں یا لفظوں میں ڈھلے نہیں ان کو بھی دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

> **وہ شخص جو حد سے زیادہ مال سے بہت محبت کرنے والا ہو وہ مال کی زنجیروں میں ایسا جکڑا جاتا ہے کہ بسا اوقات اپنی اولاد کو بھی محروم کر دیتا ہے**

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعض ارشادات اسی مضمون سے تعلق میں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے بخاری کتاب الزکوۃ باب قول اللہ "فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی" ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ، ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔

یہ جو فرشتے ہیں ان کی آواز کو سمجھنا چاہئے ورنہ ظاہر طور پر جو اس سے پیغام ملتا ہے وہ ضروری نہیں کہ ہم اس کو عملاً دنیا میں اسی طرح ہوتا دیکھیں۔ کیا ہر کنجوس کا مال برباد ہو جاتا ہے؟ ہم تو دیکھتے ہیں کہ بہت سے کنجوس ہیں جیسے قارون کا خزانہ تھا وہ جمع ہی ہوتا چلا گیا۔ بالآخر کسی زمانے میں جا کر برباد ہو تو وہ ایک الگ قصہ ہے لیکن روزمرہ کے طور پر ہم خرچ روکنے والوں کو امیر ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ فرشتے اتر کر اس کو ضرور بدحالی کی بددعا دیتے ہیں اس کا وہ مضمون نہیں ہے جو ظاہراً سن کر سمجھ میں آتا ہے۔

درحقیقت جو مال خدا کے رستے سے روکا جائے وہ ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے اور روحانی ہلاکت ہے جو پہلے پیش نظر ہے۔ ہر ایسا شخص روحانی طور پر ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی اولادیں ضائع ہو جاتی ہیں، ایسی مصیبتیں گھیر لیتی ہیں کہ ان کا کوئی علاج اس کو سمجھ نہیں آتا۔ اور آخری صورت میں ہر ایسے شخص کی دولت ایک لعنتی دولت ثابت ہوتی ہے جو نہ اس کو کوئی فائدہ پہنچا سکی نہ اس کی اولاد کو اور تسکین قلب سے وہ لوگ محروم رہ گئے۔ کئی ایسے لوگ آئے دن خبروں میں پتہ چلتا ہے بڑے بڑے متمول لوگ خودکشی کر کے مر جاتے ہیں۔ ابھی انگلستان ہی میں پچھلے چند سال ہوئے وہ شخص جو امیر ترین اور اخبارات کے اوپر بھی بہت زیادہ مؤثر انسان تھا، غیر معمولی اثر رکھتا تھا، وہ ایک عیش و عشرت کے ٹرپ پہ Yacht میں یعنی سمندری کشتی میں جو بہت ہی زیادہ عیاشی کے سامانوں سے مزین تھی اس میں بظاہر سیر کے لئے نکلا ہے اور خودکشی کر کے مر گیا۔ بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ وہ دیکھنے میں تو بہت کچھ تھا لیکن اس کے اموال بھی ختم ہو چکے تھے، اس کی خوشیاں بھی جاتی رہی تھیں اور جب آخری حساب کتاب ہوئے تو پتہ چلا کچھ بھی اس کا نہیں رہا۔ تو خدا کی تقدیریں مخفی طور پر روحانی لذتیں بھی ایسے

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

بدنصیبوں کی لوٹ لیتی ہیں اور مالی طور پر بھی بالآخر نقصان پہنچ جاتے ہیں۔ مگر وہ نہ بھی پہنچیں تو ہلاکت کی دعا ان معنوں میں ضرور پوری ہوتی ہے کہ اپنی دولت کے مقاصد حاصل کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ایسے بھی لوگ ہیں جو مالی قربانی کرتے ہیں مگر اس قربانی کو بوجھ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور وہ قربانی ان کے کسی کام نہیں آتی

مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے

پس دو قسم کے بدنصیب ہیں ایک وہ جو دولت ہاتھ میں ہوتے ہوئے بھی اسی دولت کے غلام بن جاتے ہیں اور مالک کی بجائے مملوک ہو جاتے ہیں۔ کچھ ہیں جو خرچ کرتے ہیں مگر دنیا پر خرچ کرتے ہیں اور ان کا خرچ انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور ان کو کوئی تسکین نہیں بخشتا۔

اور پھر وہ ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں ان کے اموال کے بڑھنے کی دعا کی گئی ہے۔ اور یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کو آج دنیا میں سب سے زیادہ جماعت احمدیہ جانتی ہے۔ خرچ کرنے والوں کے حق میں جو فرشتے دعائیں دیتے ہیں حیرت انگیز طور پر پوری ہوتی ہیں۔ ایک تو عمومی صورت میں دن بدن جماعت کے اموال بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اتنی برکت مل رہی ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے دیکھ کر اور دوسرے وہ خاندان جن کے بزرگوں نے قربانیاں دیں میں بارہا آپ کو بتا چکا ہوں انہیں کا فیض ہے کہ اب ان کی اولادوں کے رنگ بدل چکے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ۔ پھر انفرادی طور پر آئے دن میرے سامنے مثالیں ملتی ہیں کہ یہ موقع تھا یہ رقم تھی ہم نے سوچا کہ فلاں مقصد کے لئے جس کی خاطر رکھی گئی تھی وہیں خرچ کریں یا اب موقع ہے دین کے لئے خرچ کر دیں۔ وہ مخفی فیصلے کا وقت تھا اس وقت انہوں نے سوچا کہ دیکھی جائے گی خرچ کر دیتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ تو بڑھا کر دیتا ہے مگر جہاں یہ دکھانا ہو کہ میں نے دیکھ لیا وہاں بعینہ اتنے دیتا ہے جتنے خرچ کئے تھے۔ اور یہ پہلا قدم ہے صرف یقین دلانے کی خاطر۔ اگر پانچ ہزار ایک سو خرچ کیا تو اچانک ایسی جگہ سے پانچ ہزار ایک سو ہی ملے گا جو یہ پیغام دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا ہے، تو نے دیا تھا یہ تو اپنا واپس لے لے اور باقی حساب بعد میں چلے گا جو مزید فضلوں کا حساب ہوگا اور پھر آنا وہاں سے ہے جہاں کسی کا ذہن جا ہی نہیں سکتا۔ مدتوں پہلے کوئی تجارت کی، وہاں کوئی غلطی ہو گئی، سال ہا سال تک اس کمپنی نے توجہ نہ کی آخری حساب فہمی ہوئی تو اتنے روپے مل گئے جتنے روپے اس شخص نے ایک دن پہلے یا ان کی اطلاع ملی جو ایک دن پہلے اس نے خدا کی خاطر پیش کئے تھے اپنی مجبوریوں کے باوجود، اپنی ضرورتوں کے پیٹ کاٹ کر۔ تو اللہ تعالیٰ جب اتنے ہی دیتا ہے تو یہ مراد نہیں ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے دس گنا کا وعدہ پورا نہیں کیا یا ستر گنا کا وعدہ پورا نہیں کیا جو مزہ اتنے میں ہے وہ ہزاروں لاکھوں میں ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ بعینہ اتنا یہ اطلاع دے رہا ہوتا ہے کہ تمہارا خدا دیکھ رہا ہے ان لمحوں پر اس کی نظر تھی اور ثبوت کے طور پر تمہیں دے رہا ہے کہ میں نے دیکھ لیا ہے تم فکر نہ کرو۔ تم میری نظر میں ہو اور مجھے تمہاری یہ ادا پسند آ گئی ہے۔

تو جو مخفی قربانیوں کے مزے ہیں جو وہ جہان ہے وہ چیز ہی اور ہے۔ وہ قربانیاں بعض دفعہ ظاہر بھی ہوتی ہیں میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے مجھے بھی مثلاً لوگ لکھتے ہیں۔ لیکن وہ لمحے جو فیصلہ کن لمحے تھے وہ خالصتاً مخفی تھے وہ دنیا کے دکھاوے سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ پھر بعد میں وہ چندوں کی فہرست میں بھی آ جاتے ہیں، ان کو رسیدیں بھی کاٹ کے دی جاتی ہیں مگر ان کی مخفی نوعیت خدا کی نظر میں پھر بھی مخفی رہتی ہے۔ کیونکہ یہ تو پھر اب نظام جماعت کے کاروبار ہیں اور اس نے کوئی نہ کوئی تو رسیدیں کاٹنی ہیں حساب رکھنا ہے۔ مگر فیصلہ کرنے والا جو عین خدا کی نظر میں راتوں کے وقت یا دوسرے اخفاء کے پردوں میں فیصلہ کرتا ہے اس کی قربانی خدا کے حضور مخفی ہی لکھی جاتی ہے۔ اور اس لئے صبح کے وقت جو فرشتے اٹھتے ہیں وہ سب سے پہلے اس خرچ کرنے والے کو دعا دیتے ہیں جس نے لازماً راتوں کو بھی خرچ کیا ہو۔ کیونکہ صبح کے فرشتوں نے تو دن کا حال دیکھا ہی نہیں اس سے میں استنباط کر رہا ہوں کہ راتوں کو کچھ دیکھی ہیں باتیں ان فرشتوں نے جو صبح کو آ کر ان کی نظر کے سامنے آتی ہیں تو کہتے ہیں اے خدا اس بندے کو بہت دے اور ان کے اموال میں پھر بہت برکت عطا کی جاتی ہے۔

اور دوسری بات لطف کی یہ ہے کہ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس جیسے، ان کے نقش قدم پر اور بھی پیدا کر۔ یہ جو "اور پیدا کر" ہے اس کا تعلق میرے نزدیک جہری قربانی سے ہے اور ظاہری قربانی سے ہے۔ یہ قربانیاں جو رات کو کی جاتی ہیں مخفی طور پر کرنے والے کو اجر تو دے جاتی ہیں مگر لوگوں میں تحریص نہیں پیدا کر سکتیں، ان کو پتہ نہیں چلتا۔ پس دن کے وقت پھر یہ لوگ جب چندوں کا حساب کرتے ہیں، رسیدیں دی جاتی ہیں، ان کے متعلق اعلان کئے جاتے ہیں بتایا جاتا ہے کہ خدا کے فضل سے فلاں جماعت کو، فلاں شخص کو غیر معمولی قربانی کی توفیق ملی تو فرشتوں کی دوسری دعا پوری ہو جاتی ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والے اور بھی پیدا کر۔ چنانچہ بسا اوقات ایک شخص کا خواہ نام نہ بھی لیا گیا ہو، اس کی قربانی کا ذکر کیا گیا ہو، اسے اخفا میں رکھا گیا ہو مگر قربانی کی نوعیت بیان کر دی گئی ہو تو بڑی جلدی خدا دنیا میں ایک یا دو یا دس یا زیادہ کو تحریک کرتا ہے کہ ویسی ہی قربانی وہ بھی کریں۔ چنانچہ پچھلے جمعہ کے بعد جب میں گیا ہوں تو ایک فیکس آئی ہوئی تھی کہ میں نے یہ سنا تھا کہ اس قسم کے ایک شخص کا آپ نے ذکر کیا ہے میرے دل میں بھی تحریک پیدا ہوئی کہ میں بھی ویسا ہوں۔ تو فرشتوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں میں کثرت پیدا کرتا ہے اور اس کثرت کا تعلق اظہار سے بھی ہے حالانکہ نام کا اظہار نہیں مگر کسی خوبصورت قربانی کا اظہار لازم ہو جایا کرتا ہے تاکہ لوگ دیکھیں اور ان کے دلوں میں تحریص پیدا ہو۔ نہ وہ اظہار دکھاوے کی خاطر ہوتا ہے نہ وہ تحریص دکھاوے کی کسی نیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ جو نیتیں بناتے ہیں وہ بھی خالصتاً اللہ کے لئے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے یہ فیصلہ کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے" ۔ یعنی مال ہم تو عام محاورے میں کہتے ہیں اولاد جگر گوشے ہیں انسان کے، مگر علم التعبیر کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھے کہ جگر دیا ہے تو مراد مال ہے۔ اور ایک اور تعبیر میں ضمناً آپ کو بتا دوں کہ اگر دیکھے کہ گند میں ہاتھ ڈالا ہے، فضلے کو اکٹھا کیا ہے تو بڑی مکروہ تصویر ہے لیکن اس کی تعبیر مال ہوتا ہے اور بسا اوقات خوابیں جو مجھے لوگ لکھتے ہیں اس تعلق میں کبھی مال کے نقصان کی خبر دی جا رہی ہوتی ہے کبھی مال حاصل کرنے کی مگر ساتھ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ کوئی خاص عظیم الشان فضل نہیں ہے بلکہ فضل تب بنتا ہے جب یہ فضلہ رزق طیبہ، رزق حسنہ میں تبدیل ہوا اور وہ رزق حسنہ میں تبدیل تب ہوتا ہے جب اپنی حیثیت مٹی میں مل کر کھو دیتا ہے اور پھر اس سے بیج نشوونما پاتے ہیں اس سے ہری بھری تازہ فصلیں نکلتی ہیں تو جب اس مال کو جو فضلے کی طرح ہے گندگی کی طرح ہے آپ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسے ایک بیج سے ایک کونپل نکلے پھر اس میں سات شاخیں ہوں، سات بالیاں لگیں ہر شاخ میں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں۔ تو وہ کیا چیز ہے کہ اس نے آگے ایک ایک دانے کو سات سات سو دانوں میں تبدیل کر دیا۔ تو تعبیر میں بھی بہت حکمت کی باتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس تعبیر کا ذکر فرما رہے ہیں اس کا جگر سے تعلق ہے فرماتے ہیں "یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے"۔ ایمان کا اول جزو تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسی کا ہو رہنا ہے اور دوسرا جزو بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے اور ان کے لئے خرچ کرنا ہے فرماتے ہیں " جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لن تنالوا البر

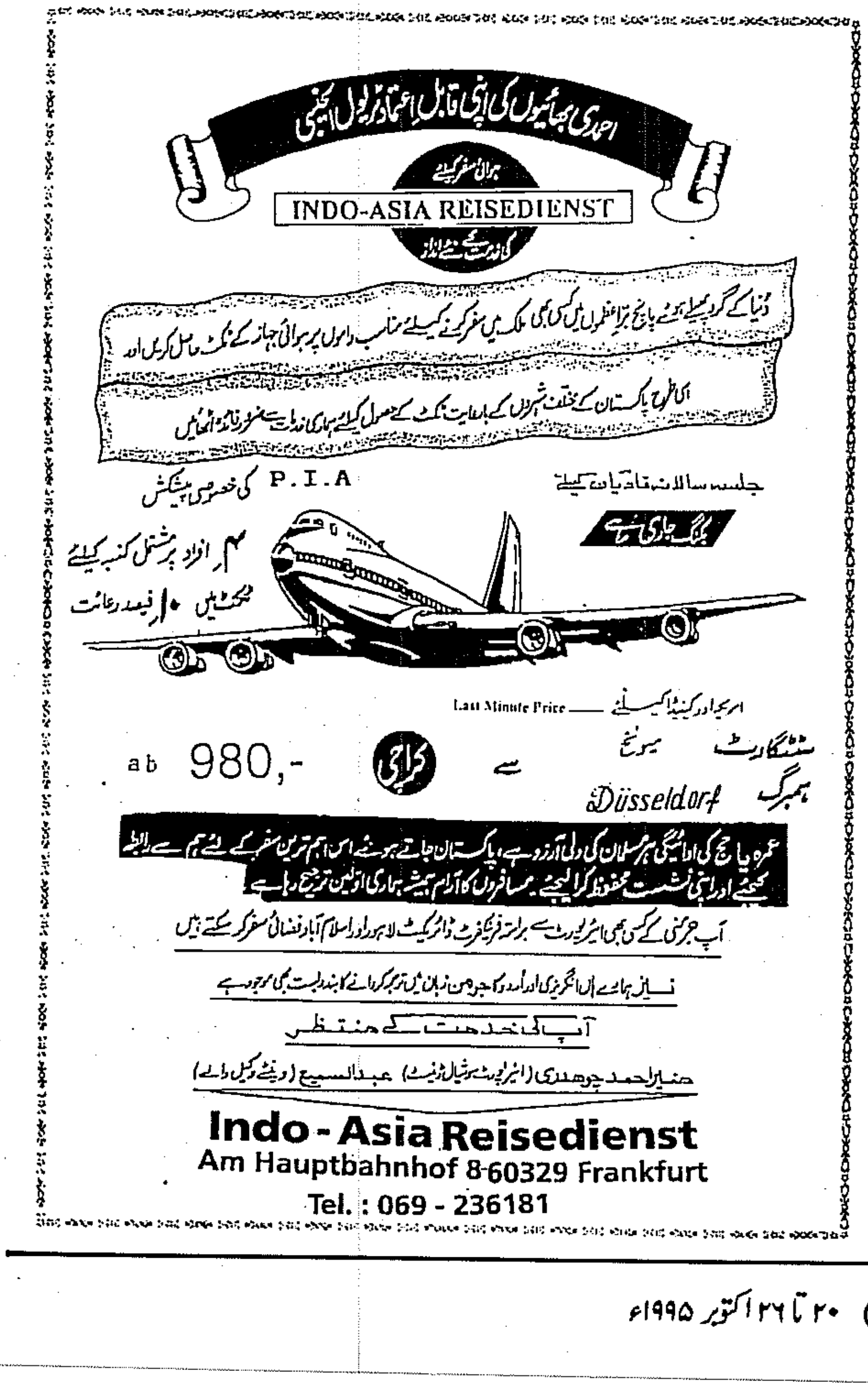

حتی تنفقوا مما تحبون" میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے"۔

اگر ان نصیحتوں کو جو قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے لی گئی ہیں آپ غور سے سن کر احسان کا طریق اختیار کرنا شروع کریں گے تو غیر معمولی برکتیں حاصل ہونگی اور آئندہ زمانے کی جتنی ضروریات جماعت کی بڑھ رہی ہیں ان سے بھی بہت زیادہ آسمان سے اترے گا

یہاں میں اس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عارفانہ کلام کے حوالے سے ایک اور وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دنیا میں سخت کنجوس رہتے ہیں ایک پیسہ بھی کسی دوسرے پر خرچ کرنے کے روادار نہیں ہوتے مگر دینی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں۔ بعض تجارتی قوموں میں یہ رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔ ان کے نام لینے کی ضرورت نہیں، اتنی تفصیل سے ذکر کرنا بھی مناسب نہیں کہ بعض لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ کن کی باتیں کر رہا ہوں۔ مگر اتنا مانیں کہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے دامادوں تک پر بھی خرچ کے روادار نہیں، اپنی بیٹی کو بھی تنگی میں رکھتے ہیں مگر دین کی خاطر بعض دفعہ بڑے بڑے خرچ کرتے ہیں اور آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ان کی کنجوسی دراصل یہاں بھی ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ یہ ایک نفسانیت کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ وہ اپنا سارا مال اپنے لئے رکھنا چاہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کو دیں گے وہ ہمارا ہی رہے گا وہ کسی اور کو نہیں ملتا۔ پس یہ بھی ایک نفسانفسی کا ہی عالم ہے اور یہ نفسانیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ غریبوں پر خرچ ویسے نہیں کرتے، روزمرہ ضرورت مندپہ خرچ نہیں کرتے، ایتاء ذی القربیٰ کا حکم ہے، اقرباء پر خرچ نہیں کرتے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ ایمان کا اول تقاضہ تو یہی ہے کہ اللہ کی خاطر انسان خرچ کرے مگر ایمان کے دوسرے تقاضے کو نہ بھولنا۔ وہ لازم کرتا ہے کہ خدا کے بندوں پر بھی خرچ کرو۔ پس ایسا شخص کسی معنے میں بھی حریص، کنجوس نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں سے ایک مثال بھی نظر نہیں آئے گی جو خدا کی خاطر خرچ کرنے کے بہانے بنی نوع انسان سے فوائد روک لیں۔ وہ اپنی بیویوں پر خرچ کرتے ہیں، اپنی اولاد پر بھی خرچ کرتے ہیں، روزمرہ آنے والے کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں اور پھر اللہ پر بھی خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی خاطر اول طور پر خرچ کرتے ہیں، زیادہ محبت اور ولولے اور جوش سے خرچ کرتے ہیں۔ ان کا ہر دوسرا خرچ بھی اللہ کا خرچ بن جاتا ہے۔ ہر وہ خرچ جو بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کرتے ہیں وہ اول تو ان کو متوازن بناتا ہے اور ان کو حقیقی طور پر اللہ کی طرف سے اکرام عطا ہوتا ہے لیکن یہ ان کی نیت میں نہیں ہوتا یہ اللہ کا انعام ہے محض۔ دوسرے یہ کہ یہ توازن ہے جو دراصل مذہب کی جان ہے۔ صراط مستقیم اسی توازن کا نام ہے۔ نہ ایک طرف زیادہ جھکاؤ ہے نہ دوسری طرف زیادہ جھکاؤ ہے۔ متوازن زندگی ایسی ہے کہ اللہ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق دونوں ادا ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان ایک حسین توازن پایا جاتا ہے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" کے حوالے سے بیان کر رہے ہیں۔ پس "مما تحبون" میں اللہ کے خرچ ہی شامل نہیں، بنی نوع انسان کے خرچ بھی شامل کر دئے ہیں مسیح موعود علیہ السلام نے۔ محبت تو اموال سے ہے مگر ایسی محبت نہ ہو کہ اپنی خاطر ہی خدا کو دئے جاؤ کہ تمہیں پتہ لگے کہ آئندہ ہماری تجوری میں پڑے گا سب کچھ۔ بلکہ اس کے بندوں کا خیال کرو، دل نہیں بھی چاہتا تو بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کچھ مال ان کو دے دو، چلیں نہ سہی چندہ مگر اچھے کام پر ہی خرچ ہوا ہے نا۔ یہ تمہاری تربیت کا موجب بنے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ تم ہر طرف کے حقوق ادا کرو بجائے اس کے کہ ایک ہی طرف جھک جاؤ کیونکہ ایک طرف جھکنا اور اللہ کی محبت اکٹھے چلتے نہیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دراصل ایک طرف جھکنا نفسانیت سے پردہ اٹھا رہا ہے نہ کہ محبت الٰہی سے۔ کیونکہ محبت الٰہی کرنے والوں کو ہم نے کبھی ایک طرف جھکتے نہیں دیکھا۔ بہت پیار کرنے والی طبیعتیں، ہر ایک کا خیال رکھنے والے، جیسے رحمان بندوں میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے، آپ کی یادوں کے تذکروں میں سبھی بتاتے ہیں کہ ہم زیر احسان رہے۔ پس یہ نہیں کیا کہ سارا خدا پر خرچ کیا یعنی نچوڑ نچاڑ کے ایک طرف دین کے لئے دے دیا اور بندوں کو فائدے سے محروم رکھا۔ مگر چونکہ کرتے محبت الٰہی میں تھے اس لئے ہر دوسرا خرچ بھی اللہ نے اپنے کھاتے میں ڈال دیا۔ اور وہ خرچ جو انسان اللہ کے کھاتے میں ڈالتا ہے دراصل اپنے کھاتے میں ڈالنے کی خاطر، مجھے ڈر ہے کہ وہ اس کے کھاتے سے نکال کر اللہ کے کھاتے سے نکال دیا جائے گا اور اس میں بھی جو بظاہر نیکی ہے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ یہ ایک احتمال ہے جس کا ذکر کر رہا ہوں۔ اللہ بہتر جانتا ہے وہ زیادہ رحمان رحیم ہے ہو سکتا ہے ایسے لوگوں سے بھی صرف نظر فرمائے اور ان کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ان کی قربانیوں کے اچھے نتیجے نکالے۔ مگر اس مضمون نے جو مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا اس احسان والی آیت کا ایک اور مضمون بھی ہمیں سمجھا دیا۔

"احسنوا" کا مطلب ہے احسان کرو اور "احسنوا" کا وہ مطلب بھی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں، سجا کر پیش کرو، قربانیوں کو زیادہ اچھا بناؤ۔ مگر اس کے وسیع معنوں میں بنی نوع انسان پر احسان داخل ہے۔ پس ہرگز بعید نہیں کہ اس آیت کریمہ میں "احسنوا" سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی خاطر خرچ کرو مگر احسان کو نہ بھولنا۔ خدا کی خاطر خرچ کرنے والے ایسے محسن ہوتے ہیں کہ اس کی مخلوق پر بھی خرچ کرتے ہیں، ان کا بھی خیال رکھتے ہیں اور ایسے وسیع معنوں میں احسان کرنے والوں سے اللہ ضرور محبت کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مال کے خرچ کے ذکر میں آگے فرماتے ہیں "جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری ہے۔ اور اس آیت میں "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے" محک پتھر کی کسوٹی کو کہتے ہیں۔ "ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے"۔ آپ کی جو کسوٹی تھی محبت پرکھنے کی وہ یہ یہ آپ کے کردار کے نمونے دکھاتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دینی ضرورتوں کے لئے اموال کے خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی اور آپ فرماتے ہیں کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے جو کچھ تھا سب سمیٹا اور آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ (الحکم جلد ۴ صفحہ ۳۰) یہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا وہ الحکم جلد ۴ صفحہ ۳۰ پر درج ہے۔

ایمان کا اول تقاضا تو یہی ہے کہ اللہ کی خاطر انسان خرچ کرے مگر ایمان کے دوسرے تقاضے کو نہ بھولنا وہ لازم کرتا ہے کہ خدا کے بندوں پر بھی خرچ کرو

پھر فرماتے ہیں (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۴) "جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے اپنے اس مال عزیز کو ترک کرتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار اور معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا ہے تب بخل کی پلیدی اس کے اندر سے نکل جاتی ہے"۔ یعنی مال کا خرچ جو بخل کی پلیدی کو نکالتا ہے وہ حقیقت میں وہ مال ہے جس پر اس کی محنت کو بھی دخل تھا، عرق ریزی شامل ہو اور وہ جانتا ہو کہ مال کس طرح کمایا جاتا ہے۔ پھر بھی خرچ کرتا ہے تو وہ جو مخفی پہلو بخیلی کے فطرت کے کونوں کھدروں میں چھپے ہوئے ہیں، وہ سارے نکل کر باہر آ جاتے ہیں، باہر پھینک دئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں، "اور اس کے ساتھ ہی ایمان میں بھی ایک شدت اور صلابت پیدا ہو جاتی ہے"۔ ایسے خرچ کرنے والے کے ایمان میں غیر معمولی طاقت آ جاتی ہے اور صلابت، چٹان کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں وہ۔ پھر کوئی چیز ان کو ٹلا نہیں سکتی، وہ اٹل ایمان بن جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "اور وہ دونوں حالتیں مذکورہ بالا جو پہلے اس سے ہوتی ہیں اور ان میں پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایک چھپی ہوئی پلیدی ان کے اندر رہتی ہے"۔ "و مما تحبون" ہی کی تعریف ہے مال جو کمایا گیا ہو یا جس کی ضرورت ہو جو اتنا اہم ہو کہ یوں لگے کہ یہ میرا سرمایہ ہے اگر میں نے خرچ کر دیا تو کچھ بھی نہیں رہے گا اور سرمائے کے نقصان کا خطرہ ہے۔ فرمایا جب یہاں انسان ہاتھ ڈال دیتا ہے اللہ کی محبت کے لئے تو تب حقیقت میں اس کے دل کی ہر پلیدی دور کر دی جاتی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق خدا کا فتویٰ ہے کہ ہر قسم کی کنجوسی اور بخل سے پاک ہے اور وہ جو عظیم وعدے کئے جاتے ہیں وہ درحقیقت یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں کئے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے کے اخراجات جو ہیں فرماتے ہیں وہ ہوتے تو ہیں مگر ان میں یہ گہرائی نہیں پائی جاتی کہ اندر سے گہرے دبے ہوئے بخل کے گند کو نکال باہر پھینکیں۔

پھر فرماتے ہیں "لغویات سے منہ پھیرنے میں صرف ترک شر ہے اور شر بھی ایسی جس کی زندگی کی بقاء کے لئے کوئی ضرورت نہیں اور نفس پر اس کے ترک کرنے میں کوئی مشکل نہیں"۔ فرماتے ہیں جو

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

لغویات سے پرہیز کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھو کہ ہمیشہ بہت ہی اچھے کام ہی کر رہے ہیں۔ اپنے نفس کو لغویات سے محروم رکھنا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کیونکہ زندگی کی بقاء کے لئے اس کی لغویات کی ضرورت ہی کوئی نہیں ہوتی۔ پس بعض لوگ کنجوسی میں بھی ایسا کرتے ہیں یہ کوئی نیکی کی علامت نہیں ہے۔ یہ ترک شر ہے اور شر بھی ایسا جس کی زندگی اور بقاء کے لئے ضرورت نہیں۔ اور نفس پر اس کے ترک کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ "لیکن اپنا محنت سے کمایا ہوا مال محض خدا کی خوشنودی کے لئے دینا یہ کسب خیر ہے جس سے وہ نفس کی ناپاکی جو سب ناپاکیوں سے بدتر ہے یعنی بخل دور ہو جاتا ہے"۔

توازن ہے جو دراصل مذہب کی جان ہے۔ صراط مستقیم اسی توازن کا نام ہے۔ نہ ایک طرف زیادہ جھکاؤ ہے نہ دوسری طرف زیادہ جھکاؤ ہے۔ متوازن زندگی ایسی ہے کہ اللہ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق دونوں ادا ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان ایک حسین توازن پایا جاتا ہے

تو میں امید رکھتا ہوں کہ ان تشریحات کی روشنی میں جماعت ہر جگہ اپنے اخراجات کے ان مخفی گوشوں پر نگاہ رکھے گی جن کا نیتوں سے تعلق ہے جن کا ایسے حالات سے تعلق ہے جن پر خدا آگاہ ہے یا قربانی کرنے والا آگاہ ہے۔ اگر ان نصیحتوں کو جو قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے لی گئی ہیں آپ غور سے سن کر احسان کا طریق اختیار کرنا شروع کریں گے تو غیر معمولی برکتیں حاصل ہونگی اور آئندہ زمانے کی جتنی ضروریات جماعت کی بڑھ رہی ہیں ان سے بھی بہت زیادہ آسمان سے اترے گا۔ اتنا احسان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قربانیوں کے نتیجے میں کہ جو اموال وہ عطا کرے گا وہ واقعتہً سنبھالنے مشکل ہونگے۔ لیکن خدا کرے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے وہ بڑھتے ہوئے اموال پھر خدا کے قدموں پر نچھاور کئے جائیں اور پھر وہ اس کثرت سے بڑھیں کہ ان کو سنبھالنا پھر مشکل ہو جائے۔ پھر نچھاور کریں اور پھر نچھاور کریں یہاں تک کہ خدا کی ساری کائنات ان خرچ کرنے والوں کی کائنات بن جائے۔ وہ عبد مملوک نہ رہیں بلکہ مالک کی ملکیت میں شامل ہو جائیں اور یہی وہ آخری مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ سب نبیوں میں ایک ہی نبی ہے جو مالک یوم الدین تک پہنچا ہے اور اس نے سب کچھ خدا کی خاطر قربان کر کے اس کی ہر ملکیت میں سے حصہ پالیا۔ پس اگر کسی نبی کو صفت ملکیت میں شامل سمجھا جا سکتا ہے تو حقیقی معنوں میں وہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ پس ہمارے سردار کو یہ زیبا ہے اور آپؐ نے کر کے دکھایا، ہم غلاموں کو بھی تو اس میں سے حصہ ملنا چاہئے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

طوالت عمر کا راز

دن بدن ایسے شواہد میں اضافہ ہو رہا ہے جن کی رو سے خدا پر ایمان کا بہتر صحت جسمانی سے مربوط ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بائیس عدد مختلف تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جو لوگ کثرت کے ساتھ عبادت خانہ میں جا کر حمد و ثناء کرنے کے عادی ہوتے ہیں انہیں بیماریاں کم لاحق ہوتی ہیں۔ ان بیماریوں کی فہرست میں خون کے دباؤ اور دل پر حملہ سے لے کر ٹی بی اور کینسر تک شامل ہیں۔ سائنس دان یقین کے ساتھ وجہ کی تعیین کرنے سے محروم ہیں۔ ایسٹرن ورجینیا میڈیکل سکول واقع نارفولک، ورجینیا (امریکہ) کے پروفیسر جیفری لیون کی رائے میں بسا ممکن ہے کہ مذہب سے زیادہ لگاؤ کے نتیجے میں زیادہ صحت مند طرز حیات کو فروغ ملتا ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت کی وجہ سے ڈھارس پہلے سے بڑھ کر بندھنے لگتی ہے۔ یا پھر مشکلات حیات کے خلاف ایک بفر ژون ہاتھ آ جاتا ہے۔ یا یوں ہو سکتا ہے کہ امید اور توقع پرستی کسی نہ کسی بہانے جسم کے دفاعی نظام کی تقویت فراہم کرنے کا موجب بنتی ہے۔ مثال کے طور پر جب ڈاکٹروں نے ایسے آدمیوں کا معائنہ کیا جن کی عمر ۶۵ سال سے متجاوز تھی اور انہیں سابق فوجیوں کے ہسپتال میں داخل کرنا تھا۔ ان میں سے جنہوں نے یہ کہا کہ مذہب ان کی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے ان کے لئے مغموم ہونے کے امکانات نسبتاً کم تھے۔ افسردگی کا روگ بذات خود صحت یابی میں خلل پیدا کر سکتا ہے۔

امراض دل کے ڈاکٹر رین ڈالف سی برڈ کے ایماء پر جب رضاکاروں نے سان فرانسسکو جنرل ہسپتال کے امراض دل کے یونٹ میں داخل مریضوں کے لئے دعائیں کیں تو طبی حلقوں میں ہل چل مچ گئی۔ اس کے برعکس دل کے مریضوں کے ایک دوسرے گروہ کے لئے دعا نہ کی گئی نہ ہی مریض کو نہ ہی ڈاکٹر کو اس بات کا علم تھا کہ کس گروہ کے لئے دعائیں کی جاتی رہی ہیں۔ وہ گروہ جن کے لئے دعائیں کی جاتی رہی تھیں اس کا پانچ گنا کم امکان تھا کہ انہیں اینٹی بایوٹک دینے کی ضرورت پڑی ہو یا سانس لینے کی مشین کے ذریعہ انہیں سانس دلایا گیا ہو۔

شواہد اس بات کی پرزور تائید کرتے ہیں کہ خدا پر ایمان اور لمبی مگر صحت مند زندگی فی الواقع آپس میں دو کڑیوں کی طرح منسلک ہیں۔

(مرسلہ محمد ادریس چوہدری۔ امریکہ۔)

(ماخوذ از ریڈرز ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۵۵ء)

تمہاری ہر حرکت خدا کے لئے ہو جائے

"اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ قدم آگے بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

ذرائع آمدورفت میں ایک دلچسپ اضافہ

مغربی ممالک میں بالخصوص بڑے شہروں میں آبادی کا رجحان تیزی سے بڑھا ہے۔ نتیجۃً شہر کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں جانے کے لئے ذرائع آمدورفت میں نمایاں تبدیلی اور ترقی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ شہروں میں بسوں اور کاروں کا استعمال اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ اس سے کثافت میں ضرر رساں حد تک اضافہ ہو گیا ہے جس سے پھیپھڑوں سے متعلقہ بیماریوں مثلاً دمہ، کینسر جیسی موذی امراض عام ہو گئی ہیں۔ اس کے علاوہ کاروں اور بسوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ شہر کے اندر صبح اور شام کے وقت ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کئی متبادل ذرائع اختیار کئے جا رہے ہیں۔ جس میں سے زمین کے اندر سرنگیں کھود کر گاڑیاں چلانا شامل ہے۔ لندن، پیرس، ٹوکیو، نیویارک وغیرہ شہروں میں ان زمین دوز سرنگوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ چونکہ یہ گاڑیاں بجلی سے چلتی ہیں اس لئے کثافت میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کرتیں۔ روزانہ کروڑوں افراد ان گاڑیوں کے ذریعہ کام پر آتے جاتے ہیں۔

زمین کے اندر سرنگیں کھودنے کا رواج ابھی ختم نہیں ہوا۔ حال ہی میں لندن میں مزید ایک زیر زمین لائن بچھائی جا رہی ہے۔ لیکن یہ طریقہ بہت مہنگا ہے اور زیر زمین سرنگیں بنانے پر بہت خرچ آتا ہے۔ انجینئر اب اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ کیوں نہ ان ریلوے لائنوں کو بڑے بڑے پلوں کی صورت میں شہروں کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بچھا دیا جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نیچے تو حسب معمول سڑکوں پر کاریں اور بسیں چلیں گی لیکن ان کے اوپر تہہ در تہہ کئی ٹرینیں بھی چلیں گی۔ اس قسم کا پہلا منصوبہ امریکہ کے شہر شکاگو میں شروع کرنے کی تجویز ہے۔ چنانچہ پلوں کی تیاری اور ریلوے لائنیں بچھانے کے لئے حکومت نے ۶۴ ملین ڈالر کی ایک خطیر رقم مہیا کی ہے۔ ان ٹرینوں میں ٹکٹوں کی خرید کا بھی ایک خود کار نظام قائم کیا جائے گا اور مسافر سمارٹ کارڈز (Smart Cards) کے ذریعہ روزانہ یا ماہانہ ٹکٹ حاصل کر سکیں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ ٹرینوں کا یہ نظام شہر میں ذرائع آمدورفت میں سہولت پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اس قسم کا ایک تجربہ کینیڈا کے شہر وینکوور (Vancouver) میں کیا جا چکا ہے جو بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس ٹکٹ سے نہ صرف آپ ٹرین پر سفر کر سکتے ہیں بلکہ بحری بس کے ذریعہ شہر کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں بھی جا سکتے ہیں۔

کاغذ کا بار بار استعمال

ہم بچپن میں تختی یا سلیٹ پر لکھنا سیکھا کرتے تھے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ تختی یا سلیٹ کو دھویا اور دوبارہ لکھنا شروع کر دیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ حالات بدلے اور ترقی یافتہ ممالک میں تو اب تختی یا سلیٹ کا رواج نہیں۔ ابتداء سے ہی بچے کاغذ پر لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ فوٹو کاپی مشین کی ایجاد کے بعد مختلف دستاویزات اور کاغذات کی نقول اتنی زیادہ تیار کی جاتی ہیں کہ بڑی بڑی بین الاقوامی کمپنیوں کا یہ خرچ ہی سالانہ لاکھوں بلکہ کروڑوں پاؤنڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ فوٹو شدہ کاغذات کا کثیر حصہ بالآخر ردی کی ٹوکریوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ واضح ہے کہ یہ کاغذوں کا بہت بڑا ضیاع ہے اور چونکہ کاغذ بالعموم درختوں سے بنائے جاتے ہیں اس لئے درختوں کو اس تعداد سے زیادہ کاٹا جاتا ہے جتنی تعداد سے درخت اگائے جاتے ہیں۔ درختوں کی کمی ماحول میں کثافت کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے پیدا فرمودہ نظام کے مطابق درخت زہریلی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو واپس آکسیجن میں تبدیل کرتے ہیں۔

اب سائنس دانوں نے ایک نئی طرز کی مشین بنائی ہے جسے De—Photocopier کا نام دیا گیا ہے۔ اس مشین کی خوبی یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے فوٹو کاپی شدہ کاغذ اس میں ڈالیں تو یہ اپنے اندر رکھے ہوئے محلول سے اس سیاہی کو اتار لیتی ہے جو فوٹو کاپی شدہ مشین نے لگائی تھی۔ گویا کاغذ پھر صاف اور شفاف ہو کر نکل آتا ہے۔ اس طرح سے ایک کاغذ کا بار بار استعمال کیا جا سکتا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ چند سالوں میں ایسی مشینیں دفاتر اور دوسرے اداروں میں استعمال کی جائیں گی۔ اس سے کاغذ کو بار بار استعمال کرنے میں بڑی سہولت ہوگی جس کا ماحول پر بڑا نمایاں اور بہتر اثر پڑے گا اور اس کے علاوہ کروڑوں پاؤنڈ کی بچت ہوگی۔ ضمناً یہ ذکر مناسب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پیدا فرمودہ اکثر نظاموں میں Recycling کا حیرت انگیز قدرتی نظام جاری ہے۔ جس میں ہوا کی صفائی، پانی کی فراوانی، گندے خون کی صفائی اور نباتات کی پیدائش شامل ہیں۔

ریڈیو پروگراموں میں بہرے لوگوں کی شمولیت

بہرے لوگ چونکہ سننے کی قوت سے محروم ہوتے ہیں اس لئے عام طور پر وہ اشاروں کی زبان سے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔ مغربی ممالک میں ایسے لوگوں کے لئے ٹیلی ویژن کمپنیاں خصوصی انتظام کرتی ہیں چنانچہ بعض اوقات پروگراموں، خاص طور پر تقاریر اور خبروں کو اشاروں کی زبان میں ساتھ ہی ساتھ بیان کر دیا جاتا ہے جس سے بہرے لوگ بھی خبریں "سن" سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض پروگراموں کے ساتھ ہی گفتگو کو ٹائپ بھی کر دیا جاتا ہے تاکہ بہرے لوگ پڑھ کر کسی ڈرامہ کے ڈائیلاگ سمجھ سکیں۔

اب ریڈیو کے پروگرام ایسے ہیں جن میں عام لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ ٹیلی فون کے ذریعہ وہ بھی اپنے خیالات بیان کریں۔ واضح رہے کہ بہرے اور گونگے لوگ ان پروگراموں میں براہ راست حصہ نہیں لے سکتے۔ اب ریڈیو پر پروگرام پیش کرنے والوں کی گفتگو کو اسی وقت ٹائپ کیا جاتا ہے۔ اور انٹرنیٹ (Internet) کے ذریعہ یہ معلومات ان گونگے اور بہرے لوگوں کو پہنچائی جاتی ہیں جو اپنے کمپیوٹر پر اسی وقت مزید "گفتگو" کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ آواز تو نہیں سن سکتے لیکن Internet کی مدد سے وہ ریڈیو پروگرام پیش کرنے والوں سے "گفتگو" کر سکتے ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۲)

ہومیو پیتھک ادویہ کی پروونگ کے طریق اور فلسفہ کا تفصیلی تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۸ نومبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۸ نومبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھک کلاس میں پروونگ کے طریقے پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور احمدی ہومیو پیتھ ڈاکٹرز کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ وہ ہومیو ادویہ کی پروونگ کے میدان میں ریسرچ کریں تا کہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جاسکے۔

حضور نے فرمایا ایک نظریہ یہ ہے کہ خون کا وہ سیال مادہ جس میں سرخ اور سفید ذرے رہتے ہیں اور جسے الیکٹرولائٹ کہتے ہیں اس میں نمکیات ہوتے ہیں۔ ان کے توازن بگڑنے کا نام بیماری ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہر قسم کی بیماریوں کی یہی جڑ ہے۔ حضور نے فرمایا اس دعوے میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور ہے۔ بعض لوگ تو ہر قسم کا علاج صرف ان بارہ Tissues سے کرتے ہیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض ڈاکٹر چھوٹے بچوں کو ٹانک کے طور پر کبھی ۵ فاسز اور کبھی اور چیزیں دیتے ہیں اور تجارت کی غرض سے ان کے اچھے اچھے نام دے کر یہ ٹانک بیچتے ہیں۔ اب عام لوگوں کو ان تفاصیل کا علم نہیں۔ صرف یہ سن رکھا ہے کہ ہومیو پیتھک کی دوا معصوم دوا ہے، کوئی بد اثر نہیں ہوتا۔ اس کے استعمال سے فوری فائدہ ہوتا ہے اور بچہ بہتر ہو جاتا ہے لیکن کچھ دیر کے بعد جب یہی چیز زیادہ مقدار میں دی جائے تو ان کا الیکٹرولائٹ بگڑنے لگتا ہے۔ بعض بچوں کو بلڈ کینسر ہو گیا اور سنبھالے نہیں سنبھلے۔ یہ خطرات بڑے گہرے ہیں۔

ایک ایسا کیس تھا جس میں ایلوپیتھک ڈاکٹر نے کالی فاس اپنے لئے استعمال کرنی شروع کی۔ اسے احتیاط کا پتہ نہیں تھا۔ کئی مہینے کھائی۔ بعض علامات ظاہر ہونی شروع ہوئیں تو اس نے اپنے خون کا ٹیسٹ کروایا تو پتہ چلا کہ عام مقدار سے کالی فاس ۵، ۶ گنا زیادہ تھی۔ باقی نمکیات کا توازن ٹھیک تھا۔ کالی فاس کی نسبت اگر ۷، ۸ گنا ہو جائے تو ایسا مریض یکدم فوت بھی ہو جاتا ہے۔

اس سالٹ کا بجلی کے اندرونی نظام سے بھی گہرا تعلق ہے۔ انسان کے جسم میں مختلف طاقت کی بجلیاں بھی بن رہی ہیں۔ ان کے ذریعہ مختلف اعضاء کو مختلف پیغامات ملتے ہیں۔ دل کو ایک منٹ میں ۷۲ دفعہ دماغ سے بجلی کی حرکت کا پیغام آتا ہے۔ جس کے نتیجے میں دل دھڑکتا ہے۔ یہ توازن بگڑ جائے تو اچانک ہارٹ فیل بھی ہو جاتا ہے۔ جو بجلی کی لہر آتی ہے اس کی بجائے دل کے عضلات سے ایک فالتو لہر اٹھتی ہے اور زائد دھڑکن شامل ہو جاتی ہے۔ اگر یہ فالتو دھڑکن (Beat) دل کی معمولی Beat کے ساتھ شامل ہو جائے تو دل پر اتنا اثر ہو جاتا ہے کہ اچانک ہارٹ فیل ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کالی فاس کی مقدار اگر خون میں بڑھ جائے تو بغیر کسی بیماری کے ظاہر ہوئے مریض اچانک مر سکتا ہے۔

ان ڈاکٹر صاحب کو اس کا پتہ لگا تو انہوں نے کالی فاس فوراً بند کر دی ۱۵، ۲۰ دن کے بعد نارمل ہو گئے۔

حضور نے بتایا کہ اگر ٹیبل سالٹ (معمول کا نمک) زیادہ کھایا جائے اور اس کا نمک خون میں بڑھ جائے تو ڈاکٹر اس کا کھانا بند کرا دیں گے۔ اب ایک نیا رجحان بدلا ہے پہلے کہتے تھے کہ بلڈ پریشر کی وجہ نمک کا زیادہ کھانا ہے۔ جدید تحقیق یہ ہے کہ نمک زیادہ کھایا جائے تو گردے اور جلد کے مسامات سے زائد نمک خارج ہو جاتا ہے اور اندرونی توازن برقرار رہتا ہے۔ لیکن اگر کسی اور وجہ سے بلڈ پریشر زیادہ ہو جائے تو نمک اس کو مزید خراب کر دیتا ہے۔ خود نمک بلڈ پریشر یا الیکٹرولائٹ کو نہیں بگاڑتا۔

حضور نے فرمایا اب سوال یہ ہے کہ کالی فاس کی جتنی بھی مقدار کھائی جائے خون میں اس کی مقدار بڑھ نہیں سکتی۔ وہ ڈاکٹر صاحب ۶ × میں کھاتے تھے۔ یعنی ایک گرین کا دس لاکھواں حصہ۔ اب یہ کتنی بھی کھائی جائے اس سے ہزارہا زیادہ حصہ روزانہ جسم معمول کی خوراک میں کھالیتا ہے یہ میٹیریل کالی فاس کی طرح کام نہیں کرتا۔

ایک امریکی ڈاکٹر نے بھی ایسا کیا۔ اس نے کالی فاس کی اوور ڈوز کھلا کر تجربہ کیا تو خون میں اس کی مقدار بڑھ گئی، یہ پروونگ Proving کا اصول ہے۔ پروونگ کی تصدیق ہے۔ عام نمک ہم کھاتے ہیں اس کے مثبت اثرات جسم میں ہوتے ہیں اس سے بلڈ پریشر بڑھتا ہے تو یہ نمک کے مثبت اثرات ہیں۔ نمک کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔ لیکن اگر یہی نمک ہومیو پیتھک ڈوز میں کھایا جائے تو منفی اثر پیدا کرتا ہے۔ وہ بہت ہلکا ہوتا ہے اس کی پوٹینسی بنا دی جائے تو اس کے اثر کی طاقت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس کی مقدار کم ہوتے ہوتے بالکل غائب ہو جاتی ہے۔ صرف یادداشت رہ جاتی ہے جو جسم کو پیغام دیتی ہے کہ میں وہ تبدیلیاں پیدا کرنی چاہتی ہوں جو تبدیلیاں نمک سے انسانی جسم میں پیدا ہوتی ہیں۔

حضور نے فرمایا انسانی جسم پر ہر طرف سے حملے ہوتے ہیں۔ اللہ نے اس کے مقابلے کی طاقت جسم کو بخشی ہے۔ جسم کے اندر سے اس کا جواب ملتا ہے۔ ہر چیز جو آپ کھا رہے ہیں اس کا معمولی سا رد عمل ضرور ہوتا ہے۔ جب مقدار زیادہ ہو تو جسم شکست مان لیتا ہے اور برعکس رد عمل دکھائی نہیں دیتا۔ جسم کو رد عمل کی طاقت ہی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر حملہ معمولی ہو تو جسم کو حملے کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔

یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ویکسی نیشن کا کام ہے اس کا بنیادی اصول ایک ہی ہے۔ بیرونی حملے کے خلاف جسم کو دفاعی نظام حاصل ہے۔ اگر وہ حملے کا جواب دینے کے لئے جاگ اٹھے تو جواب دے سکتا ہے۔

مثلاً چیچک کا مواد لے لیا۔ اس طرح سے کہ اس میں بعض جراثیم زندہ ہیں بعض کمزور ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ یہ جراثیم جسم پر حملہ کر کے اس پر غالب نہیں آسکتے۔ جب یہ غالب نہیں آسکتے تو ہوتا یہ ہے کہ جب یہ کمزور ہوں گے تو جسم رد عمل دکھائے گا تو پھر جراثیم کتنی بھی طاقتور صورت میں آجائے وہ جسم پر قابو نہیں پاسکے گا۔ اچانک حملے میں جسم سویا رہتا ہے جو حملہ بہت خفیف ہو اس میں جسم اٹھ جائے تو جوابی کاروائی دکھاتا ہے۔ بعض ویکسی نیشن آٹھ آٹھ سال تک جسم میں رد عمل کو زندہ رکھتی ہے۔ اندر کوئی چیز ایسی ہے جس نے یادداشت کو زندہ رکھا۔

ہومیو ڈاکٹروں نے یہ تصدیق کی ہے کہ سل کے مادے سے اگر ایک خاص مقدار میں علاج کیا جائے تو ساری عمر ٹی بی نہیں ہوتی۔ اس کی اور بھی مثالیں ہیں۔ ایلوپیتھی میں بھی یہی ہے۔ نظام دفاع کا مسئلہ یہی ہے۔

حضور نے فرمایا اب آیئے پروونگ کی طرف۔ کالی فاس اتنی تھوڑی مقدار میں دی جائے کہ دس لاکھواں حصہ ایک گرین کا ۱۰۰ سال بھی دیتے رہیں تو جسم میں اس کی مقدار نہ بڑھے گی۔ مگر ہوا یوں کہ جب اس کو ہلکی مقدار میں دیا (ہومیو پیتھک ڈوز میں) تو جسم نے رد عمل دکھایا اور کالی فاس کے بد اثرات کو مٹا دیا اور کالی فاس کی مقدار جسم میں کم کر دی۔ یہ پیغام بہت کمزور ہے کہ کالی فاس زیادہ ہو رہی ہے۔ ان صفات کی بجائے جسم برعکس رد عمل کرے گا۔ اس کی مقدار کے خلاف رد عمل پیدا ہو گا۔

پروونگ یہ ہے کہ ایک پیغام دے کر دوسرا، تیسرا پیغام جلد دیا جائے تو اعصاب ٹوٹ جاتے ہیں نظام دفاع کے۔ وہ مقابلہ کرنے کی بجائے اس کے اثر کو قبول کرنے لگ جاتے ہیں اس کو پروونگ کہتے ہیں۔ ہانمین نے پروونگ کے ذریعہ ثابت کیا کہ یہ بد اثر مستقل نہیں ہو گا۔ مثلاً اگر زیادہ مقدار میں افیم دی جائے جسم کا رد عمل دیکھنے کے لئے کہ یہ کیا رد عمل دکھائے گا اور بار بار دی جائے مثلاً ہر پانچ منٹ کے بعد دے دی جائے تو اگرچہ مجموعی مقدار تو کچھ بھی نہ ہو گی مگر بار بار دینے سے جسم اس کے اثرات کو ظاہر کرنے لگ جاتا ہے مگر یہ اثرات عارضی ہوتے ہیں مستقل نہیں۔ اس طرح اس نے اس کے بہت سے مواقع مہیا کر دئے کہ اپنے اوپر بھی رد عمل ظاہر کرے اور دوسروں پر بھی۔ ان انسانی تجربات سے علم ہو گیا کہ کوئی زہر کیا رد عمل دکھاتا ہے۔ اس کو پوٹنٹائز فارم میں دے کر اس کے اثر دیکھتے تھے۔ بلائنڈ تجربات بھی کرتے تھے۔ یعنی ساتھیوں کو بتاتے نہ تھے کہ یہ کیا چیز ہے۔ کہتے کہ یہ لے جاؤ اور دن میں ۲۰، ۲۵ مرتبہ کھاؤ۔ وہ جن اثرات کو ظاہر کرتے تھے اس سے ہانمن کو یقین ہو گیا، سائنسی انداز میں ثابت ہو گیا کہ ہلکے سے ہلکا احساس ایسا رد عمل دکھاتا ہے جو عام دماغ محسوس بھی نہیں کر سکتا۔

نمک کا ایک گرین Grain اثر دکھاتا ہے لیکن اگر ایک گرین کا کروڑواں حصہ کھلائیں تو وہ رد عمل کرتا ہے اور مزید بھی کھلانے سے رد عمل کرتا ہے۔ روح اس اثر کو قبول کرتی ہے۔ اس لئے میں اسے روحانی طریق (روح کا طریق) کہتا ہوں۔ تیس کی طاقت میں بے تکلفی سے دیتے ہیں۔ اس کے اندر اصل دوائی کا تو کوئی بھی حصہ نہیں رہتا۔ پھر دیا کیا؟ ۱۲، ۱۳ پوٹینسی پر پہنچ کر اصل کا تو کچھ بھی نہیں رہتا لیکن اصل کی جو صفات ہیں اس کی یادداشت کا نہ مٹنے والا اثر رہ جاتا ہے۔ کہ ایک بٹا ساٹھ زیرو حصہ دوائی کا رہ جاتا ہے۔ ۶ × کا مطلب ہے ایک بٹا دس لاکھ۔ گنتی کی آخری حد پر ۱۹ صفر لگتے ہیں۔ تیس کی طاقت میں ۶۰ زیرو لگتے ہیں۔ گویا کہ رہا کیا باقی؟ لیکن اثر اتنا یقینی کہ کوئی اس کا انکار ہی نہیں کر سکتا۔ ایک لاکھ پوٹینسی کا مطلب ہے دو لاکھ صفر۔ میں نے حساب لگایا کہ ایک لاکھ کی طاقت میں اتنواں حصہ رہ جاتا ہے کہ ساری کائنات میں اتنے بھی ایٹم موجود نہیں ہیں۔ لیکن ایک لاکھ کی پوٹینسی اتنی زیادہ واضح اثر دکھاتی ہے کہ اس کا کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دوا کا ایک قطرہ کراچی میں بحر ہند کے ساحل سمندر میں پھینکا جائے پھر لہریں بار بار مل کر اس کو ساری دنیا کے سمندروں میں برابر ملا دیں اور پھر جاپان سے بحرالکاہل کے کنارے پانی کا ایک گھونٹ لے لیا جائے تو وہ ہومیو پیتھی دوا ہے۔ اس لئے یہ سوال کرنا کہ یہ کوئی مادی نظام ہے یہ ایک احمقانہ سوال ہے۔ اس لئے میں نے یہ نظریہ بنایا ہے کہ کوئی یادداشت کا لطیف در لطیف نظام ہے جو مٹتا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تمہاری جلد گواہی دے گی، اعضاء گواہی دیں گے اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے نہ چھوٹی بات چھوڑتی ہے نہ بڑی۔ ایک معمولی سی حرکت بھی کریں تو وہ ریکارڈ ہو جاتی ہے۔ دل میں کسی خیال کا ایک جھماکا (Flash) سا بھی آجائے تو وہ بھی ریکارڈ ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ کا نظام عدل ہے جو قیامت کے دن پیش ہو گا۔ یہ نظام گواہی دے گا۔ ریکارڈ کی سوئی کی طرح وہ نظام چلے گا۔ جس بات پر بھی کوئی سزا ملنی ہو گی وہ پوری طرح کھول کر سامنے لایا جائے گا۔

حضور نے فرمایا اس نظام کے اصول کی بنیاد پر ہومیو پیتھی کام کرتی ہے۔ ہومیو پیتھی کی ہر دوا ایک یادداشت ہے۔ مگر ہر جسم میں رد عمل نہیں دکھائے گی۔ ہاں جب پیغام صحیح مل جائے تو رد عمل درست ہوتا ہے۔

کالی فاس زیادہ دی جائے تو رد عمل رک جاتا ہے اور جسم اس کے اثرات عارضی طور پر دکھانے لگ جاتا ہے۔ یہ پروونگ ہے۔ یہی ویکسی نیشن کا اصول ہے۔ ہومیو پیتھی میں یہ بات یقینی بنا دی جاتی ہے کہ بیرونی حملہ اتنا کمزور ہو گا کہ جسم اس کا مثبت رد عمل دکھانے لگ جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے پروونگ کرنے کے بارے میں جماعت کو کہا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس کا صحیح پتہ نہیں اس لئے زیادہ رسپانس

نہیں ہوا۔

فرمایا ہانمن نے بعض زہروں کو خفیف مقدار میں پوٹینٹائز کر کے پروونگ کی اور رپورٹیں اکٹھی کیں تو پتہ چلا کہ زہروں کی جو علامات لکھی ہوئی تھیں جسم پر ویسے ہی اثرات رونما ہوئے۔ اسے اس سے خوشی ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ جسم میں کوئی مانیٹرنگ کا ایسا نظام ہے کہ جو باریک سے باریک باتوں کو نوٹ کرتا ہے۔ اس کو جب اس بات کی تسلی ہو گئی تو اس نے بے دھڑک ہو کر اس پر عمل کیا اور لاکھوں لوگوں کو اس سے فائدہ حاصل ہوا۔

حضور نے فرمایا کہ ایکونائیٹ کی مثال ہے۔ یہ میٹھا تیلیا ہے اس کی علامات طب میں موجود تھیں کہ اگر اسے زہر کے طور پر کھایا جائے تو وہ کیا اثر دکھاتا ہے۔ اس میں ایک بات یہ تھی کہ ایکونائیٹ کے زہر سے مغلوب ہو جانے والے کو شدید خوف پیدا ہو جاتا ہے، جو اچانک آتا ہے اور اچانک ہی بیماری بھی حملہ آور ہوتی ہے۔ سردرد ہو تو اچانک کسی وقت سردرد زور سے اور قوت سے ہو گی، موت کا شدید خوف ہو گا۔ اگر یہ علامتیں پائی جائیں اور ایکونائیٹ کی ۳۰ خوراک دے دی جائے تو جتنی جلدی درد آیا تھا اتنی ہی جلدی دور ہو جائے گا۔

پروونگ میں زہر کے ظاہری مادی اثرات سے بہت زیادہ علامات ظاہر ہوئیں۔ مثلاً چلنے پھرنے کا اثر، آرام کا اثر، رات کا یا دن کا اثر۔ آرسینک اندھیرے میں اور زیادہ بھڑک اٹھتا ہے۔ رات کے وقت بارہ بجے یا دن کے وقت اثر ہوتا ہے۔ سورج کی پوزیشن اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ ایسے اثرات تھے جو عام اثرات میں نظر آ ہی نہیں سکتے تھے۔ جن کو بجلی کے تموج سے دمہ ہوتا ہے وہ ایک دو دن پہلے اس کے اثرات کو محسوس کر لیتے ہیں۔ موسم دو دن بعد بگڑتا ہے۔ یہ اثر کون محسوس کرتا ہے؟ یہ روح ہے۔ جو مادے سے بالا بھی ہے اور مادے سے متعلق بھی ہے۔

پھر دیکھا جائے کہ موسم خشک ہے یا تر پہاڑی علاقہ ہے یا سمندر کا علاقہ۔ مختلف مقامات پر مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ بعض کو سمندر کے قریب آنے سے اور بعض کو سمندر سے دور جانے سے اثر ہوتا ہے۔ دن کے گیارہ بجے کیا اثر ہے۔ بارہ بجے کیا ہے۔ اس کے دو گھنٹے بعد کیا ہے۔ سورج کی شعاعوں کے زاویے بدلنے سے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ سائنس دان ابھی تک ان کو سمجھنے کے قابل بھی نہیں ہوئے۔ سائنس سمجھے یا نہ سمجھے مشاہدہ اتنا ٹھوس ہے اور واضح ہے کہ اسے فلسفہ سے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ایک دائرے میں ایک مشاہدہ درست ہے۔ اور دوسرے میں دوسرا مشاہدہ درست ہے۔ ایک بات کا ایک وقت میں ایک اثر ہے دوسرے وقت میں وہ اثر نہیں ہوتا۔ حضور نے فرمایا، اتنی حیرت انگیز کائنات ہے کہ انسان کو طاقت ہی نہیں ہے کہ اس کے کسی ایک ذرے پر بھی عبور حاصل کر سکے۔

ناروے میں عیسائیت کی آمد

(رفیق احمد فوزی - ناروے)

ناروے میں عیسائیت کی آمد کی ہزار سالہ تقریبات ان دنوں زور شور سے منائی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں ۳ جون بروز ہفتہ Moster نامی شہر میں اس سلسلہ کی سب سے بڑی تقریب منعقد ہوئی۔ ۱۹۹۵ء کا سال ناروے میں عیسائیت کی آمد کا ہزار سالہ جوبلی سال مقرر کیا گیا تھا۔ سال ختم ہونے میں تین ماہ رہ گئے ہیں۔ بہت سی تقریبات ہو چکی ہیں اور بہت کچھ ابھی باقی ہے۔ اس سلسلہ میں بڑے پیمانے پر اجتماعی اور خصوصی عبادتوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ملک کے تقریباً ہر بڑے گرجے میں "لادینیت سے عیسائیت تک" کے تاریخی روحانی سفر کی دستاویزات، تصاویر اور دوسرے لٹریچر کی مستقل نمائش لگا دی گئی ہے۔

آج سے تقریباً ایک ہزار سال قبل بادشاہ Olav-Tryggrason موسٹر شہر میں چند پادریوں کے ساتھ وارد ہوا تھا اور عیسائیت کا سب سے پہلا گرجا بھی اسی شہر میں قائم ہوا تھا۔ لہذا ہزار سالہ جوبلی کے اس موقعہ پر اس شہر کو سب سے زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ جون میں ہونے والی اس تقریب میں ناروے کے بادشاہ Harald ، ملکہ سونیا اور وزیر اعظم Gro Harlen Brund کے علاوہ ۸۰۰۰ افراد نے شرکت کی جن میں ناروے کی قومی اسمبلی کے ارکان، حکومتی عہدیداران اور عدلیہ کے سربراہ شامل تھے۔ خطاب کرنے والوں میں ایک ناروے کی ملکہ سونیا بھی شامل تھیں۔ اس تقریب میں نارویجن مشن کے علاوہ رومن کیتھولک مشنز کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ۱۲ مختلف عیسائی تنظیموں نے اس میں شرکت کی۔

چرچ میں اسلام پر سیمینار

ناروے کے شہر Drammen میں اسلام پر ایک کورس کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں ایک سو کے قریب نمائندے شریک ہونگے۔ اس سیمینار کے تعارفی فولڈر میں اسلامی ممالک میں بنیاد پرستوں کی سرگرمیاں، بنیادی حقوق کی پامالی، آیت اللہ خمینی کے فتویٰ سے پیدا ہونے والی صورت حال اور خاص طور پر ناروے میں غیر معمولی تعداد میں داخل ہونے والے غیر ملکیوں کے بارے میں شکوک کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کہیں مسلمان ہمارے ملک پر قبضہ ہی نہ کر لیں ...... ؟

یہ سیمینار نارویجن زبان میں اسلام کے بارے میں لکھی ہوئی ایک کتاب From Cross Til Cressent کے حوالے سے ہو گا جس کے ایڈیٹر اور دیگر دو مصنفین اس میں اپنے اپنے مقالے پیش کریں گے۔ Women in Islam کے موضوع پر ایک نومسلم نارویجن خاتون لیکچر دیں گی۔ ایک مقرر پادری، سنیوں اور شیعوں کے ساتھ ساتھ احمدیت کا تعارف بھی کروائیں گے۔ جماعت احمدیہ ناروے کی طرف سے ایک نمائندہ بھی اس سیمینار میں شریک ہو گا۔

ناروے کے سکول اور عیسائیت

اگرچہ ناروے کے State Church کا حکومت سے گہرا تعلق ہے اور چرچ کا انتظام و انصرام ناروے کی وزارت تعلیم کے تحت آتا ہے۔ لیکن ملک کی ایک بڑی تعداد مذہب سے بالکل بے گانہ ہے اور الحاد کو سینے سے لگائے بیٹھی ہے۔ ناروے کے قوانین کے مطابق سکولوں کا مقصد بچوں کو بطور ایک اچھا انسان اور بطور ایک اچھا عیسائی پروان چڑھانا ہے۔ اور ناروے میں اساتذہ کو بھی ٹریننگ کے دوران یہ بات سمجھائی جاتی ہے کہ ہمارا مقصد ہے کہ بچے اچھے عیسائی بنیں اور عیسائیت کے بنیادی اصولوں سے واقف ہوں مگر عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ حال ہی میں اساتذہ کی ٹریننگ کے دوران ٹریننگ دینے والے پروفیسر کو اساتذہ کی طرف سے اس وقت تابڑ توڑ حملوں کا سامنا کرنا پڑا جب پروفیسر نے عیسائیت کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ تمام انسان برابر ہیں اور برابر کے سلوک کے مستحق ہیں۔

اساتذہ کا کہنا ہے کہ بائبل عہد نامہ قدیم یا عہد نامہ جدید کسی کے مطابق بھی تمام انسان برابر نہیں ہیں۔ انہوں نے بائبل کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ جو ایمان نہیں لاتا وہ یسوع مسیح کے نزدیک اس سلوک کا مستحق نہیں جو ایمان لانے والے کو ملتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ چرچ نے بہت سی غیر اخلاقی روایات کو معاشرے اور ماحول کے مسلسل دباؤ کے بعد اپنی تعلیمات کا حصہ بنا لیا حالانکہ چند سال قبل وہ ان کے سخت خلاف تھے۔

سکولوں میں عیسائیت کا نصاب

ناروے کے سکولوں میں عیسائیت کا مضمون لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے لیکن جو خاندان ناروے کے State Church کے رکن نہ ہوں وہ سکول سے اپنے بچوں کے لئے اس تدریسی گھنٹے سے استثناء لے سکتے ہیں۔ ۱۹۹۷ء سے ناروے کے سکولوں کا نصاب آئندہ دس سالوں کے لئے Revise کیا جائے گا۔ آئندہ دس سال کے لئے ایک وسیع تر مضمون نصاب میں رائج کئے جانے کا پروگرام ہے جس میں عیسائیت کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب مثلاً اسلام، ہندومت، بدھ مت کا کچھ حصہ بھی اس میں داخل کیا گیا ہے۔ چرچ کے ساتھ ساتھ لامذہب انسانی تنظیموں کی طرف سے اس قسم کے نصاب کی تیاری کی مخالفت کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

دوالمیال (پاکستان) میں احمدی مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ

[پریس ڈیسک] پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق دوالمیال میں احمدی مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ علاقہ کے لوگ مجلس ختم نبوت کے کہنے پر ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور کثرت رائے سے فیصلہ کیا کہ احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا چاہئے چنانچہ اس پر فوری عمل درآمد کر دیا گیا۔

اسی مجلس میں یہ بھی طے پایا کہ احمدیہ مسجد پر زبردستی قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ اس واقعہ کے چند دن بعد کچھ نامعلوم افراد مقامی مسجد احمدیہ میں داخل ہوئے اور قیمتی اشیاء چرا لیں۔

احمدی ٹیچر کو علاقہ بدر کر دیا گیا

[پریس ڈیسک] پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق ایک احمدی ٹیچر نذیر احمد صاحب جو گورنمنٹ سکول لورالائی میں متعین تھے، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لورالائی نے دو ماہ کے لئے علاقہ بدر کر دیا ہے۔ احمدی ٹیچر پر الزام یہ لگایا گیا ہے کہ اس نے مسلمان بچوں کو احمدیت کی تبلیغ کی ہے۔ مجسٹریٹ نے اپنے حکم نامہ میں تحریر کیا ہے کہ انجمن ختم نبوت لورالائی کا ایک وفد اسے ملا ہے جس نے شکایت کی کہ ٹیچر مذکور نے احمدیت کو تبلیغ کی ہے جو خلاف قانون ہے اور اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اس لئے نذیر احمد مذکور کو دو ماہ کے عرصہ کے لئے علاقہ بدر کیا جاتا ہے۔

اس حکم نامہ کی تعمیل کرتے ہوئے پولیس نے مکرم نذیر احمد صاحب کو گرفتار کر لیا اور ضلع کی حدود سے باہر کر دیا۔

جرمنی سے پاکستان یا کسی بھی ملک کے ہوائی سفر کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

دسمبر میں PIA یا کسی بھی ایرلائن سے پاکستان کے سفر کے لئے ابھی سے اپنی نشست محفوظ کروالیں، ارادہ بدلنے پر کینسلیشن چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

Irfan Khan,
Goldwing Trade & Travel Frankfurt
Tel: 069 - 567262, Fax: 069 - 5601245

بقیہ (خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

حضور نے بتایا کہ ان روایات میں فرشتوں اور عرش کا جو عجیب و غریب تصور پیش کیا ہے وہ یونانی دیومالائی کہانیوں سے بھی عجیب تر ہے۔ قرآن مجید ایسی واہیات باتوں سے کلیۃً پاک ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ کے نور کے ذریعہ ہمیں ان جاہلانہ تصورات سے، ان ظلمات سے نجات عطا کی ہے۔ حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے عرش الٰہی کے مضمون کی وضاحت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں فرشتوں کے عرش کو اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ وہ قیوم ہے، اس نے ہر چیز کو اٹھایا ہوا ہے اور اسے کسی چیز کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ عرش سے مراد مقام تنزہ ہے اور اس کی وہ تنزیہی صفات جو تخلیق کی پہنچ سے بالاتر ہیں۔ حضور نے آیت قرآنی "کان عرشہ علی الماء" کی بھی پر معارف تفسیر بیان فرمائی اور بتایا کہ پانی سے جو زندگی پیدا ہوئی اسکو یہ توفیق ملی ہے کہ خدا کا تصور باندھ سکے۔ اس پانی سے جو وجود زندہ ہوئے ان میں سب سے اعلیٰ اور سب سے فائق اور برتر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ آپؐ کا دل تھا جس نے وہ جلوہ اٹھایا ہے جس جلوہ کو اٹھانے کی نہ آسمانوں کو طاقت تھی، نہ زمین کو، نہ پہاڑوں کو مگر اسے "الانسان" نے اٹھا لیا۔ پس حضرت محمدؐ رسول اللہ کا دل تھا جس نے صفات باری تعالیٰ اپنی ذات پر اٹھائی ہیں۔

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

عیسائی مُلاّ

ملا، ملا ہی ہوتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی۔ مسلمان ملا ارتقاء کی جس منزل سے اب گزر رہا ہے عیسائی ملا اس منزل سے دو ایک صدیاں قبل گزر چکا ہے۔ اٹھارھویں صدی عیسوی تک یورپ کے عیسائی ملا لاکھوں عیسائیوں کو مذہب کی بے ادبی کے جرم میں قتل کر رہے تھے۔ یورپ میں پوپ راج کے دوران ملا نے جو گل کھلائے وہ تاریخ یورپ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

یورپ کا ماڈرن ملا جو کبھی پادری کہلواتا ہے اور کبھی مستشرق، بنیادی طور پر وہی تنگ نظر اور تنگ فکر ملا ہے۔ بائبل کے متعلق اس کی دیانت کا معیار اور ہے اور قرآن کے متعلق اور۔ اسلام کے سوا دیگر مذاہب کے متعلق اس کا رویہ کافی حد تک روادارانہ ہے۔ لیکن اسلام سے اس کا بغض موروثی ہے۔ اور ان کے تضاد فکری کا یہ عالم ہے کہ وہی جاہل اور بے وقوف مسلمان ملا جو اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا، جب اسلام پر حملہ مقصود ہوتا ہے تو وہی جاہل مسلمان ملا، عیسائی ملا کے لئے بطور سند معرفت کام آتا ہے۔ اسی کے جاہلانہ حوالہ جات پادری مستشرق کا سرمایہ علم و معرفت بن جاتا ہے جسے وہ اچھال اچھال کر دنیا کو دکھاتا ہے۔ تحقیق اور سچائی جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس کے لئے بیکار چیزیں ہیں۔

گویا کہ عیسائی ملا اور مسلمان ملا کے اسلام کے متعلق نظریات ایک جیسے ہیں۔ مگر عیسائی ملا ارتقائی اعتبار سے مسلمان ملا سے برتر ہے۔ اسے یہ سلیقہ آگیا ہے کہ کس طرح اسلام پر فائر کرنے کے لئے مسلمان ملا کے کندھے کو استعمال کرنا ہے۔ جب کہ مسلمان ملا ابھی ارتقاء کی ابتدائی منازل ہی میں ہے اور اسے یہ شعور ہی حاصل نہیں ہے کہ اس کا کندھا استعمال ہو رہا ہے۔ یا شاید یہ بھی ممکن ہو کہ مسلمان نما ملا دراصل یہودی اور نصرانی ملا ہی ہو اور اس نے صرف بہروپ بھر رکھا ہو۔

بہر صورت مسلمان ملا بھی اور عیسائی ملا بھی تمام مذاہب عالم میں سے صرف اسلام ہی سے عداوت رکھتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ متحرک مذاہب درحقیقت اسلام اور عیسائیت ہی ہیں۔ ہندو مت، بدھ ازم اور یہودیت بنیادی طور پر تبلیغی اور متحرک مذاہب نہیں ہیں بلکہ مقامی اور ساکن مذاہب ہیں اور جن کا پھیلاؤ صرف پیدائشی ہے نہ کہ تبلیغی۔

اور اب جبکہ مغرب اشتراکیت سے فارغ ہو چکا ہے، وہ اپنا پورا زور رشدیوں اور ملاؤں کی تلاش میں صرف کر رہا ہے۔ دوسرے اسے حقیقی اسلام ایک بار پھر سے احمدیت کی شکل میں ابھرتا نظر آ رہا ہے جس کا بروقت تدارک اس کی ترجیح اول بن چکی ہے۔ مگر اسلام اپنے اندرونی یہود و نصاریٰ اور اپنے بیرونی یہود و نصاریٰ دونوں کے نرغے میں آنے کے باوجود برابر نہ صرف اپنا دفاع کر رہا ہے بلکہ ان دونوں اقسام کے ملاؤں کے دانت بھی کھٹے کر رہا ہے۔ احمدیت ان دونوں سے بیک وقت نبرد آزما ہونے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

ہندو مُلاّ

ہندو ملا بھی اپنے بھائی مسلمان ملا کی طرح ابھی اپنے ارتقاء کے ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے اور اسے بھی اسلام کے سوا کسی اور مذہب سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔ بھارتی پنڈت اوسطاً پانچ صد اینٹی مسلم فسادات سالانہ کرواتا ہے جن میں بیسیوں انسان ہر سال قتل و زخمی ہوتے ہیں۔

☆ اسلام دشمنی کے علاوہ بھی پنڈتوں کا وضع کردہ ذات پاتی نظام بھی انسانیت کی بھرپور تذلیل ہے۔ یہ نظام پنڈت کی ہزاروں سالوں کی کوششوں سے برصغیر ہندوپاک کے معاشرتی نظام کا جزو اعظم بن چکا ہے۔ حقوق انسانی کا یہ ملائی چارٹر تکریم انسانیت کو اس کی پیدائش کے ساتھ مشروط کرتا ہے۔ نائی، دھوبی، جولاہے یا موچی وغیرہ کے گھر پیدا ہونے والا انسان پیدائشی طور پر کمین اور ذلیل ہے جبکہ پنڈت اور کھتری کے گھر پیدا ہونے والا انسان پیدائشی طور پر معزز ہوتا ہے۔

☆ اولاد نرینہ کے بغیر نجات ممکن نہیں ہے۔ اس لئے نجات حاصل کرنے کے لئے منکوحہ عورتوں کو اولاد نرینہ حاصل کرنے کے لئے غیر مردوں سے جنسی تعلقات قائم کرنے کی اجازت ہے اور ان جنسی تجربات کے اخراجات اس منکوحہ عورت کے منکوحہ خاوند کے ذمے ہیں۔ گویا جنسی بے راہ روی کا ایک دریا بہا دیا گیا ہے۔

☆ تمام جاندار سانپ، بچھو، سور، گدھے، گھوڑے اور کیڑے مکوڑے وغیرہ انسان کے آباء و اجداد ہیں جو اپنے کرتوتوں کے باعث ان جونوں میں آئے ہیں۔ کتے بلے وغیرہ بھارت جاتی کے موجودہ مکین انسانوں کے دادے، نانے، دادیاں، نانیاں، ماموں، چچا اور ممانیاں، چچیاں اور پھوپھیاں وغیرہ ہیں جن کی تکریم لازم ہے۔

☆ ہنومان جی ہندوؤں کے ایک جد امجد بھی ہیں اور دیوتا بھی۔ اس طرح پر گائے ہندوؤں کی ماں ہے۔ جس کی عزت کی خاطر لاکھوں انسانوں کو قتل کرنا جائز ہے۔

☆ ہندو پنڈت کی ایجاد کردہ رسوم بھی انسان کے عقل و فکر کے طوق اور تالے ہیں جو انسان کو ایک جامد شے بنانے میں کمال رکھتے ہیں۔ شادی بیاہ کی رسومات، پیدائش اور وفات کی رسومات اور معاشرتی رسومات نے انسان کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ لیکن ملا مصر ہے کہ تمام رسومات کی بنیاد مذہب پر ہے اور ان کی ادائیگی ہندو جاتی پر لازم ہے۔

ہندو ملا کی ان ایجادات کا اثر برصغیر کے چالیس کروڑ مسلمانوں پر بھی اس طرح پڑا ہے کہ گویا وہ بھی عملی طور پر ہندو ہی ہیں۔ لیکن ان کا امید افزا پہلو یہ ہے کہ ان کا اثر برصغیر تک ہی محدود ہے جبکہ عیسائی، یہودی اور مسلم ملا بین الاقوامی ملا ہیں اور ان کا دائرہ اثر بھی بین الاقوامی ہے۔

ماڈرن مُلاّ

عیسائیت، یہودیت، اسلام، ہندومت اور دیگر مذاہب نے بیسویں صدی عیسوی کے حالات کے پیش نظر ماڈرن ملا بھی پیدا کئے ہیں جو پیشوں کے لحاظ سے تو پروفیسر، ڈاکٹر، وکیل، مفکر، سائنس دان اور انجینئر وغیرہ کہلواتے ہیں لیکن ہیں درحقیقت وہی ملا۔

ان جدید ملاؤں کی مشترکہ خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے مذاہب کو تو ہر رطب و یابس معاف کرتے چلے جاتے ہیں اور اسے عقل و فکر کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری نہیں سمجھتے لیکن اسلام کی باری آتی ہے تو اس کی گہری فلسفیانہ تعلیمات کو سمجھتے ہوئے بھی اور نہ سمجھتے ہوئے بھی مختلف حیلوں بہانوں سے غیر عقلی اور غیر انسانی تعلیمات ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ سوائے مسلمان ملا کے جو اپنے ہی مذہب کی بیخ کنی میں ان ملاؤں کا ہم نوا ہو کر غیر شعوری طور پر اسلام پر حملے کرتا اور کرواتا ہے۔

ایسے ملانوں کی اکثریت عیسائیوں پر مشتمل ہے جو دیگر ملاؤں سے زیادہ ترقی یافتہ ملا ہیں اور انہوں نے دنیا کے ذرائع ابلاغ پر قبضہ کر رکھا ہے اور وہ اپنے اس قبضے سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ملا ہر قوم و ملت میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کے بنیادی خواص ایک جیسے ہیں۔ تنگ نظری اور تنگ فکری اس کی شناخت ہے۔ وہ اس تنگ خیالی کا مظاہرہ شعوری طور پر کرتا ہے اور غیر شعوری طور پر بھی۔ اس کی تنگ فہمی ارادتاً بھی ہوتی ہے اور غیر ارادی بھی۔ تنگ قلبی اس کا پیشہ اور ذریعہ روزگار ہے اس لئے وہ مجبور ہے کہ وہ یہ کام کرے۔ اس کی خوش قسمتی یہ ہے کہ تنگ فکری کے خریدار، روشن خیالی کے گاہکوں کی نسبت سے ہمیشہ اکثریت میں رہے ہیں۔ افراد بھی اس کے گاہک ہیں اور حکومتیں بھی۔ حکومتوں کو اپنے اندرونی اور بیرونی مسائل حل کرنے کے لئے ہمیشہ ملا کی ضرورت پڑتی ہے اور پڑ رہی ہے۔

ملا کی دو اقسام ہیں۔ مقامی یا قومی ملا اور بین الاقوامی ملا۔ قومی ملا، قومی سطح پر قتل و غارت اور فساد فی سبیل اللہ کا اجارہ دار اور ٹھیکیدار ہے۔ اور بین الاقوامی ملا پورے کرہ ارض پر فساد کروانے کا ٹھیکہ دار ہے۔ اول الذکر قسم کا ملا بالعموم ہندوجاتی اور اسلامی ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ سے گندمی تک ہے۔ بین الاقوامی ملا بالعموم گورا ہوتا ہے اور مستشرق، پروفیسر اور فلاسفر وغیرہ کہلواتا ہے۔ اب اسلامی ممالک کا ملا بھی بین الاقوامی ملا بننے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اس دوڑ میں پاکستان کا ملا پیش پیش ہے اور پاکستان کے بعد یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک میں بھی فساد پھیلانے کے لئے پورا زور لگا رہا ہے۔

ملا گورا ہو یا کالا، اول و آخر ملا ہی ہوتا ہے۔ گو گورا ملا کالے اور بھورے ملاؤں سے زیادہ ترقی یافتہ اور بہتر شکاری ہے، قلم کا دھنی ہے اور نہایت چالاک مخلوق ہے جو کالے اور بھورے ملاؤں کے کندھوں پر رکھ کر اپنی بندوق چلاتا ہے اور انہیں کانوں کان خبر بھی نہیں ہونے دیتا کہ ان کے کندھے استعمال ہو رہے ہیں جبکہ قومی ملا ابھی اپنے ارتقاء کی ابتدائی منازل طے کر رہا ہے اور بالعموم ننگا ہو کر حملہ کرتا ہے۔

جدید عیسائی ملا اپنا طریقہ واردات تبدیل کر چکا ہے اور وہ اپنی تنگ نظری اور تنگ فکری کو مسلمان ملا کے گلے میں ڈال کر اپنی پروفیسری، سائنس دانی اور مفکری کی لاج رکھنے میں کسی حد تک کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسے یہ فکر نہیں ہے کہ اہل فکر و نظر اسے کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کا نشانہ تو انسانوں کی وہ اکثریت ہے جو یورپ اور یورپ کے رشتہ دار ممالک کی سائنسی اور فکری ترقی کی غلام ہے اور یورپ کی رطب و یابس کو بھی فلسفہ گردان کر اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتی ہے۔ یورپ کے ان ملاؤں کا یہ حربہ وقتی طور پر کامیاب بھی ہے۔ کیونکہ ان نام نہاد قلمی اور علمی حملوں کا جواب دینے کے لئے جماعت احمدیہ کے سوا کوئی اور جماعت موجود نہیں ہے اور جماعت احمدیہ کے ابلاغی وسائل ان جدید ملاؤں کے ابلاغی وسائل کے مقابلے میں ابھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔

نیز ان جدید ملاؤں کو عیسائی مغربی ممالک کی پشت پناہی بھی پوری طرح حاصل ہے جیسا کہ سلمان رشدی کے معاملے میں واضح ہو چکا ہے۔ اگر رشدی عیسائیت کی تذلیل میں بدتہذیبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے یسوع کے آباؤ اجداد اور دادیوں نانیوں کی خبر لیتا تو یورپ اور امریکہ کی حکومتیں یقیناً اس کی مہمان نوازی پر کروڑوں ڈالر خرچ نہ کرتیں۔ مغربی حکومتوں اور ملاؤں کا یہ گٹھ جوڑ کئی صدیوں سے مسلسل جاری ہے کیونکہ انہیں اسلام کے علاوہ اور کسی نظام حیات سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔

بہر صورت مغربی ملا کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے بڑی ہوشیاری سے اسلام پر اپنے ننگے حملوں کو اسلامی ملا کا لباس پہنا کر اپنے ننگ کو کسی حد تک ڈھانک لیا ہے۔ گو اس نے یہ سب کچھ اپنے مفاد میں ہی کیا ہے۔ تاہم یہ ایک مثبت قدم ہے اور اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ قلم اب تلوار کی جگہ سنبھال چکی ہے۔ اور اس نے تلوار کو بے کار کر کے رکھ دیا ہے۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز منگل قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:-

(۱) مکرمہ بشیراں بی بی صاحبہ والدہ منور احمد صاحب سیالکوٹی۔

(۲) مکرم چوہدری محمد ظفر صاحب آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ۔

(۳) مکرمہ حفیظ النساء بیگم صاحبہ اہلیہ غلام احمد صاحب قریشی، صوفی محلہ لدھیانہ۔

(۴) مکرمہ والدہ صاحبہ محمد فاروق صاحب خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ کیرالہ، انڈیا۔

(۵) عزیزم محمد احمد صاحب آف جرمنی۔

(۶) عزیزم کبیر احمد صاحب آف جرمنی۔

(دونوں بھائی تھے اور ایک حادثے میں وفات پا گئے)۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صاحبزادی تھیں اور حضرت منشی احمد جان صاحبؓ آف لدھیانہ جن کے مکان پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے پہلی بیعت لی تھی، کی نواسی تھیں۔ یکم اگست ۱۹۰۱ء کو پیدا ہوئیں۔ بچپن سے ہی اپنے والد محترم کی طرح قرآن کی محبت میں سرشار تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد انکی وصیت کے مطابق ایک رقعہ کے ذریعہ آپؓ نے حضرت مصلح موعودؓ سے درس قرآن جاری رکھنے کی درخواست کی۔ ۳۱ مئی ۱۴ء کو آپؓ سیدنا مصلح موعودؓ کے عقد میں آگئیں۔ آپؓ کے بارے میں مختصر مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۷، اگست کی زینت ہے۔

★★محترم حافظ عبدالسلام صاحب ۶ ستمبر ۱۸۹۲ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ ۱۹۱۳ء میں حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کا درس قرآن کا بہت لطف اٹھایا اور حفظ کا ارادہ کرلیا۔ ۱۹۱۶ء میں حفظ کرنے کے بعد ۴۰ مرتبہ رمضان میں قرآن کریم سنانے کی توفیق پائی۔ تقسیم ملک تک شملہ اور دہلی کی جماعتوں میں بطور امیر خدمت کی توفیق پائی۔ پاکستان بننے کے بعد ایڈیشنل امیر کراچی بنائے گئے اور بعد میں امیر مقرر ہوئے۔ ۵۲ء میں وقف بعد از ریٹائرمنٹ کیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے وکیل الدیوان اور وکیل اعلیٰ مقرر فرمایا۔ ۵۵ء میں حضورؓ بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے۔ ان دنوں حضورؓ نے ایک کمیٹی قائم کردی تھی جو اختلافی امور کا فیصلہ کرتی تھی۔ محترم حافظ صاحب بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ ۱۹۶۳ء میں آپکو ایسٹ افریقہ کا دورہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ آپکو بعد ازاں وکیل المال ثانی بنایا گیا اور ۱۹۷۱ء تک آپ نے اس عہدہ پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپکے خود نوشت مختصر حالات زندگی بھی روزنامہ "الفضل" ۲۷ ،اگست میں شائع ہوئے ہیں۔

★★اسی شمارے میں ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب کے قلم سے ذیابیطس کے بارے میں مفید معلومات شائع ہوئی ہیں۔ ذیابیطس میں احتیاط نہ کی جائے تو یہ بہت سی خطرناک بیماریوں کو پیدا کرسکتی ہے۔ اور اگر بہت زیادہ احتیاط کی جائے تو بھی بلڈ شوگر لیول خطرناک حد تک کم ہوجاتا ہے۔ ذیابیطس میں جو چیزیں کھائی جاسکتی ہیں ان میں گوشت، مچھلی، انڈا، پنیر، دالیں (ماش اور چنے کی دال کے علاوہ)، بھنڈی توری، مولی، پیاز، گوبھی، مرچ، ٹماٹر، لیموں، پالک شامل ہیں۔ جو چیزیں احتیاط کے ساتھ استعمال کرنی چاہئیں ان میں چپاتی (گندم وغیرہ کی) کارن فلیکس، دلیہ، چاول، گاجر، ماش اور چنے کی دال، مکھن، گھی، انجیر، تربوز، تھوڑی مقدار میں تازہ پھل (سنگترہ، جامن، خوبانی) دودھ، دہی اور نمکین بسکٹ۔ جو چیزیں نہیں کھانی چاہئیں ان میں چینی اور چینی سے بنی ہوئی اشیاء، شہد، گلوکوز، گنا، انگور، آلو، چاکلیٹ وغیرہ شامل ہیں۔

★★ماہنامہ "ریویو آف ریلجنز" اگست ۹۵ء میں "اسلامی سوسائٹی میں عورت کا کردار" کے موضوع پر محترمہ مریم چودھری صاحبہ کا مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار نے مختلف ممالک میں آزادی نسواں کے بارے میں قوانین کے اجراء کی تاریخ کا ذکر کرنے کے بعد ثابت کیا ہے کہ سب سے پہلے یعنی ۱۴۰۰ سال قبل وحی الٰہی کی بنیاد پر انسانی فطرت کے مطابق عورت کے تمام حقوق و فرائض کو بالتفصیل بیان کرنے کا سہرا اسلام کے سر ہے۔ چنانچہ عورتوں کے لئے وراثت، جائیداد، تعلیم، طلاق، دوبارہ شادی وغیرہ کے حقوق کے قوانین قریباً دو صدیوں سے حکومتی سطح پر نافذ ہونے شروع ہوئے ہیں۔ مثلاً برطانیہ میں ۱۸۲ء میں پہلی دفعہ شادی شدہ عورتوں کو جائیداد بنانے کا حق دیا گیا۔ جبکہ اٹلی میں یہ حق ۱۹۱۹ء میں ملا اور عورت کو طلاق لینے کا حق ۱۹۲۳ء میں۔ اسی طرح طلاق لینے کا حق ناروے میں ۱۹۰۹ء میں، نیوزی لینڈ اور سوئٹزرلینڈ میں ۱۹۱۲ء میں، پرتگال میں ۱۹۱۵ء میں، میکسیکو میں ۱۹۱۷ء میں، کیوبا میں ۱۹۱۸ء میں، تسمانیہ میں ۱۹۱۹ء میں اور سویڈن میں ۱۹۲۰ء میں پہلی مرتبہ عورت کو دیا گیا۔ امریکہ میں عورت کو نام نہاد عزت کے نام پر اتنا ارزاں کردیا گیا ہے کہ ساری سوسائٹی جنسی بےراہروی کا شکار ہوکر رہ گئی ہے جبکہ اسلام ہر قدم پر عورت کی عزت اور وقار کی حفاظت کرتا ہے۔

★★اسی شمارے کے ایک مضمون میں صلیبی جنگوں کا ذکر کرنے کے بعد محترم افتخار احمد صاحب کہتے ہیں کہ ان جنگوں کے نتیجہ میں اسلام کو علاقائی فتوحات نصیب ہوئیں اور یروشلم، انطاکیہ اور طرابلس وغیرہ سے عیسائیوں کا انخلاء بھی ہوگیا لیکن بعد میں مسلمانوں کے اندرونی خلفشار کے نتیجہ میں مسلمانوں پر علمی انحطاط کا ابتلاء آیا اور مغربی اقوام نے مسلمانوں کے تحقیق شدہ علوم پر قبضہ کرکے ان کو ترقی دی گویا صلیبی جنگوں کے بعد مغرب میں ترقی علوم کے نئے دور کا آغاز ہوا۔

★★محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اپنے مضمون "عرب اور اسلامی دنیا میں سائنسی مشغلے" میں چوٹی کے مسلمان محققین کے مختصر بیان کے بعد تاسف کا اظہار کرتے ہیں کہ علم و ادب کے عروج کا زمانہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے کس طرح نکل گیا۔ گو وہ امید ظاہر کرتے ہیں کہ مستقبل قریب میں کوئی مسلمان سائنسدان انکی تحقیق کو آگے بڑھا کر یہ ثابت کردے کہ قوت کا دراصل ایک ہی منبع ہے جو احد خدا سے پھوٹتا ہے۔

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب آجکل تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ قارئین سے انکی فعال دراز عمر اور صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

★★اسی شمارہ میں ایک انگریز Andrew Harvay کے حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے بارے میں ایک سوال کا مفصل و مدلل جواب محترم عبدالباسط صاحب نے پیش کیا ہے۔

★★بچوں میں چھوٹے قد کی وجوہات کے بارے میں محترمہ ڈاکٹر امۃ الرقیب اعجاز صاحبہ کا مضمون "مصباح" اگست ۹۵ء میں شائع ہوا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ اگر پیدائش کے چند ہفتے بعد والدین کو محسوس ہو کہ بچہ چڑچڑا ہے، وہ دودھ ٹھیک سے نہیں پیتا یا اسے مستقل قبض رہتی ہے، بچہ کھیلتا یا مسکراتا نہیں یا اس کا چہرہ پیلا ہے یا وہ بہت کمزور آواز میں روتا ہے اور دن رات سویا رہتا ہے، بہت زیادہ سوتا ہے تو اسے فوراً ڈاکٹر کو دکھانا چاہئے۔ عام طور پر پیدائش کے وقت بچے کا قد ۲۰ انچ ہوتا ہے۔ ۶ ماہ بعد ۲۶ انچ، ایک سال بعد ۳۰ انچ، ۲ سال بعد ۳۳ اور ۳ سال بعد ۳۷ انچ، ۴ سال بعد ۴۰ اور ۷ سال بعد تقریباً ۴۷ انچ۔ اس کے بعد ہر سال تقریباً دو انچ قد بڑھتا ہے۔ ۱۲ سال کی عمر میں قد پیدائش کے قد سے تقریباً تین گنا ہوتا ہے۔ قد بڑھنے کی رفتار کم ہونے کی وجوہات میں لمبے عرصہ کی خوراک کی کمی، پیٹ، دل، سانس یا گردوں اور غدوددوں کی بیماریاں، ہڈیوں کی بیماریاں، ملیریا جو بار بار ہو، بعض دوائیں مثلاً Steroids وغیرہ۔ اسی طرح بچوں یا حمل کے درمیان ماں میں جذباتی دباؤ یا عدم توجہی کا احساس وغیرہ جس سے قد کے علاوہ ذہانت بھی متاثر ہوتی ہے۔ مضمون نگار کے مطابق ان میں سے اکثر بیماریوں کے تدارک کے لئے حفظان صحت کے اصولوں کا خیال رکھئے۔ بچے کو ابلا ہوا پانی ٹھنڈا کرکے دیں۔ حفاظتی ٹیکے وقت پر لگوائیں اور بچوں کو مکھی مچھر وغیرہ سے بچائیں۔ بچے کی مناسب نیند، تازہ ہوا، سورج کی روشنی اور ورزش بہت ضروری ہے۔ اسی طرح بچے کے جذبات اور عزت نفس کا خیال رکھئے۔ حاملہ خواتین کے لئے بھی مندرجہ بالا امور پیش نظر رکھنے چاہئیں۔

بقیہ ــــ احمدی مسلم خواتین کی

عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

میں مسلسل آگے بڑھتی رہیں گی جیسا کہ اب بڑھ رہی ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اللہ آپ کی حفاظت بھی فرمائے گا۔ اور میری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زندوں کو بھی شہادت کے رتبے عطا فرمائے جو خدا کی راہ میں اپنی جان کو ہتھیلی میں ڈال کر، خدا کی خاطر خطروں کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے نکل کھڑی ہوں۔ کیونکہ خدا کے ہاں یہ نہ صرف یہ کہ ناممکن نہیں بلکہ قرآن سے قطعی ثبوت اس بات کا موجود ہے کہ زندوں کو بھی شہید کہا گیا ہے۔ وہ لوگ جو ہمہ وقت شہادت کے لئے حاضر رہتے ہیں جو خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں اور خدا کی تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں کہ جو کچھ ان سے ہو وہ اس پر راضی رہیں گے وہ زندہ بھی رہیں، طبعی موت بھی وفات پائیں تو ان کو شہید ہی کہا جاتا ہے۔ تمام انبیاء کو انہی معنوں میں شہید کہا گیا ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب شہیدوں کا سردار قرار دیا گیا ہے۔ پس جہاں تک شہادت کا شوق ہے وہ تو خدا چاہے تو کئی رستوں سے عطا کر سکتا ہے۔ راہ عمل میں قدم نہ روکیں، مسلسل آگے بڑھتی رہیں۔

میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ حال ہی میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے مختلف ملکوں سے جو تبلیغ کے واقعات مل رہے ہیں وہ ایسے حیرت انگیز ہیں کہ بعض ملکوں میں پہلے وقتوں میں کبھی مردوں نے اتنی بیعتیں نہیں کروائی تھیں جتنی اب احمدی خواتین بیعتیں کروا رہی ہیں۔ وہ اکیلی آپس میں مل کر منصوبے بناتی ہیں اور بعض دیہات کو چنتی ہیں اور ان کے لئے نکل کھڑی ہوتی ہیں جہاں ایک بھی احمدی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پھر وہاں احمدیت کا پودا گاڑ کر تسلی پاتی ہیں۔ اور پھر ایسا پودا نصب کرتی ہیں جو جلد جلد نشوونما پانے لگتا ہے، شاخیں نکالتا ہے، بیج اور پھل لاتا ہے اس سے اور پھر پودے اگتے ہیں۔ یہ نمونے سالوں کی بات نہیں، مہینوں میں ہمارے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس یہ ایک عظیم دور ہے جس سے قطعی طور پر، یقینی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو فتح مند ہونے کے لئے بنایا ہے اور فتح مندی کے راستے پر تیزی کے ساتھ جماعت کے قدم آگے بڑھ رہے ہیں۔ خدا کی تائید کی ہوائیں ہمارے حق میں چل رہی ہیں۔ پس آگے بڑھتی رہیں۔ درود و سلام بھیجتی ہوئی آگے بڑھتی رہیں۔ اور یہ عہد کریں کہ اگر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے بھی آپ کو بلایا گیا تو ہنستے ہوئے، خدا کا نام لیتے ہوئے، محمدؐ مصطفیٰ پہ درود بھیجتے ہوئے آپ خدا کی راہ میں جانیں دیں گی اور ہر قربانی پیش کریں گی۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اللہ آپ کو عظیم سعادتوں کی توفیق بخشے۔ خدا کرے کہ آپ کی روشنی سے آئندہ سو سال ہی کی نہیں آئندہ ہزار سال کی احمدی تاریخ روشن ہو جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

تواضع اور عاجزی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"تواضع اور مسکنت عمدہ شے ہے۔ جو شخص باوجود محتاج ہونے کے تکبر کرتا ہے وہ کبھی مراد کو نہیں پاسکتا۔ اس کو چاہئے کہ عاجزی اختیار کرے۔ کہتے ہیں کہ جالینوس حکیم ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت تھی کہ ایسی ردی چیزیں کھایا کرتا تھا جس سے جالینوس کو یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام ہو جائے گا چنانچہ وہ ہمیشہ بادشاہ کو روکتا تھا مگر بادشاہ باز نہ آتا تھا۔ اس سے تنگ آکر جالینوس وہاں سے بھاگ کر اپنے وطن کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کے بدن پر جذام کے آثار نمودار ہوئے۔ تب بادشاہ نے اپنی غلطی کو سمجھا اور اس نے انکسار اختیار کیا۔ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور خود فقیرانہ لباس پہن کر وہاں سے چل نکلا اور جالینوس کے پاس پہنچا۔ جالینوس نے اس کو پہچانا اور بادشاہ کی تواضع اسے پسند آئی اور پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا۔ تب خدا تعالیٰ نے اسے شفا دی"۔

(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] ص ۲۲۰)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مکتوب آسٹریلیا

دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

انسانی اعضاء کی خود اپنے خلاف گواہی

سائنس اتنی ترقی کر گئی ہے کہ اب مجرم کے جسم کا ذرہ ذرہ اس کا خون، پسینہ، آنسو، لعاب دہن اور ایک ایک بال خود اپنے خلاف گواہی دینے لگا ہے۔ دنیا کے بہت سے ممالک میں مجرم کی شناخت کے لئے اس کے D.N.A. کے تجزیہ کو تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ برطانیہ میں حال ہی میں پولیس کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی ملزم کا بال یا لعاب زبردستی حاصل کر سکتے ہیں۔ بال کی جڑ D.N.A. کا مفید ترین گڑھ ہوتی ہے۔ البتہ خون حاصل کرنے کے لئے اگر ملزم انکاری ہو تو مجسٹریٹ سے اجازت نامہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ حکومت کو امید ہے کہ ان نئے قوانین کو بروئے کار لا کر صدی کے خاتمہ تک D.N.A. کی پچاس لاکھ تجزیاتی رپورٹوں کو اپنی کمپیوٹروں کی لائبریری میں جمع کر سکیں گے جس سے مجرموں کو ۹۹ فیصد سے زائد درستگی کے ساتھ شناخت کیا جاسکے گا۔ اس سے جرائم کو کنٹرول کرنے میں بہت مفید مدد ملے گی۔ اگر صحیح طریق کار اختیار کیا جائے تو D.N.A. کے تجزیہ کے نتائج حیران کن حد تک درست ثابت ہوتے ہیں۔ تین کروڑ انسانوں میں سے شاید دو افراد ایسے نکل آئیں جن کی D.N.A. کی تصویر ایک جیسی ہو۔ پولیس کو یقین ہے کہ اس ذریعہ سے مجرموں کو پکڑنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ برطانیہ اور ویلز میں پرتشدد جرائم کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ سال ایسے جرائم میں ۵ء۹ فیصد اضافہ ہوا جبکہ قتل کی وارداتوں میں ۸ء۵ فیصد اضافہ ہوا۔ مشکوک کردار کے حامل افراد کا D.N.A. ریکارڈ کمپیوٹر پر ہوگا۔ موقع واردات پر پائی جانے والی جسم کے لعاب، بال وغیرہ کے معائنہ سے فوراً مجرم کا پتہ چل جائے گا۔ اور گویا قاتل کا خون اس کے خلاف گواہی دے گا۔

جو چپ رہے گی زبان خنجر
لہو پکارے گا آستیں کا

یہ D.N.A. کیا چیز ہے اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ جسم انسانی میں تقریباً دس ہزار ارب (دس ٹریلین) خلیات (Cells) ہوتے ہیں۔ جینی مواد (Genetic Material) ڈی این اے میں ہوتا ہے جو ہر سیل کے مرکز میں ہوتا ہے۔ D.N.A. مخفف ہے Deoxyribonucleic Acid کا۔ ہر ڈی این اے کے اندر ۲۳ کروموسوم (Chromosomes) کے جوڑے ہوتے ہیں۔ یعنی کل ۴۶ کروموسوم ہوتے ہیں۔ یہ سیڑھی کے دو بازوؤں کی طرح ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان باہر کے بازوؤں کو باہم پیوست رکھنے کے لئے سیڑھی کی طرح کے ڈنڈے (Rungs) ہوتے ہیں۔ ان کو Bases کہتے ہیں اور یہ چار مختلف اشیاء سے بنے ہوتے ہیں (Adenine, Thymine, Cystosine, Guanine, A,T,C,G) لیکن ایک ڈنڈے یعنی Base میں ان میں سے دو استعمال ہوتے ہیں جیسے اے ٹی یا سی جی یا اے جی وغیرہ۔ یہ Base Pairs شوگر اور فاسفیٹ Suger and Phosphate سے مرکب ہوتے ہیں اور انسانی جسم میں ان کی تعداد تین ارب ہوتی ہے۔ ان کو آپ حیاتیاتی حروف ابجد کہہ سکتے ہیں (Biological Alphabets)۔ جب یہ تین حروف اکٹھے ہوں تو ایک حیاتیاتی لفظ وجود میں آتا ہے۔ Biological Word۔ ان کو Amino Acid بھی کہا جاتا ہے۔ ان الفاظ یعنی امینو ایسڈ سے مل کر حیاتیاتی فقرہ Biological S-entence وجود میں آتا ہے۔ اس کو جین (Gene) کہتے ہیں انسان میں پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک (Gene) ہوتے ہیں۔ یہ جینز ہم میں سے ہر ایک کو وہ بناتی ہے جو ہم ہیں یعنی ہمارا قد، رنگ، نسل، ذہانت، خوبیاں، خامیاں، بیماریاں اور کردار وغیرہ۔ اگر انسان کو ایک کمپیوٹر سے تشبیہ دی جائے تو یہ جینز اس پروگرام کی طرح ہیں جس کے مطابق کمپیوٹر کام کرتا ہے۔ اس موضوع پر اتنی تحقیق ہو رہی ہے کہ ایک لامحدود خزانے کی طرح ہے۔ یہ اسرار کا اتنا بڑا دفتر ہے کہ ساری دنیا کے سائنس دان بھی مل کر اس کو پڑھنے سے قاصر ہیں۔ ہر اٹھارہ ماہ کے بعد اس موضوع پر علم کا خزانہ دگنا ہو جاتا ہے۔ ان رازوں کو منکشف کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے دنیا بھر کے سائنس دانوں کی دوڑ لگی ہوئی ہے خاص طور پر ایسی دوائیں بنانے کے لئے جن کا تعلق کسی رنگ میں وراثتی بیماری سے ہو۔

ڈی این اے کے نشانات DNA Fingerprints جو برطانیہ کی پولیس اب جمع کر رہی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جسم کے لعابات (خون، پسینہ، آنسو، لعاب دہن، منی وغیرہ) کے معمولی نشانات کو پہلے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھایا جاتا ہے۔ اس عمل کو Polymerase Chain Reaction کہا جاتا ہے۔ یہ لاکھوں گنا بڑھائے ہوئے D.N.A. کے ساتھ ایک Radioactiv-e Tag ملا دیا جاتا ہے۔ اس سے D.N.A. کی ترتیب قائم ہو جاتی ہے۔ پھر اس میں سے بجلی گزار کے چھوٹے بڑے ٹکڑے الگ الگ کئے جاتے ہیں۔ پھر ایکس رے کے ذریعہ سے ان کا معائنہ کیا جاتا ہے۔

بہر حال یہ طریقہ اب امریکہ، آسٹریلیا وغیرہ میں بھی مجرموں کی شناخت کے لئے استعمال ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور اس طرح خود انسان اپنے خلاف ناقابل تردید گواہی دیتا ہے۔ قرآن کریم میں خود اپنے خلاف گواہی دینے کا ذکر موجود ہے۔ خدا فرماتا ہے:

"اور جس دن اللہ کے دشمن (یعنی کافر) زندہ کر کے آگ کی طرف لے جائے جائیں گے پھر ان کو مختلف درجوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس پہنچ جائیں گے ان کے کان اور آنکھیں اور ان کے چمڑے ان کے عمل کی وجہ سے ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ اور ان کے چمڑے جواب میں کہیں گے ہم سے اسی خدا نے کلام کروایا ہے جس نے ہر چیز سے کلام کروایا ہے اور اس نے تم کو پہلی دفعہ بھی پیدا کیا تھا اور پھر بھی تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

(سورہ حٰم سجدہ ۴۱: ۲۰ تا ۲۲)۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
20th October 1995 - 3rd November 1995

Friday 20th October

12.30	Tilawat
12.40	Dars-ul-Hadith
12.45	Learning Languages with Huzur, Lesson 31, Part 2
1.10	MTA News
1.30	Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih IV
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzur (Urdu)
3.50	Qaseedah
3.55	Liqaa Ma'al Arab
4.55	M.T.A. Variety - Lajna Rabwah
5.30	An Evening with Nadeem Alvi
5.50	Tomorrow's Programmes

Saturday 21st October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-ul-Hadith
1.00	Eurofile
1.30	MTA News
2.00	"Children's Corner" - Mulaqat with Huzur
3.00	Nazm
3.10	Around the globe "A visit to Dars-ul Ziafat by Waqfeen Nau
3.30	LIQAA MA'AL ARAB
4.30	"Bosnia Desk" -Q/A - Huzoor with Bosnian and Albanian (13/9/95) Augsburg - Munich. 1st Part.
5.50	Tomorrow's programmes

Sunday 22nd October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith - English
12.00	Eurofile: A letter From London: Ameer Sahib UK
12.30	M.T.A Variety: "Bosnia Desk" -Q/A - Huzoor with Bosnian and Albanian (13/9/95) Augsburg - Munich, 2nd part (final)
1.00	MTA News
1.30	Childrens Corner - Lets Learn Salat with Ata-ul Mujeeb Rashid Sb.
2.00	Mulaqat
3.00	Nazm
3.05	M.T.A. Variety - Sports Rabwah Football Tournament Final
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
5.50	Tomorrow's Programme

Monday 23rd October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 32, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: A Visit to Norway
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 116
3.00	Nazm
3.05	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	M.T.A Variety
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
5.00	M.T.A. Variety Programme from Germany
5.50	Tomorrow's Programme

Tuesday 24th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 32 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle.Cooking Lesson Al Maidah
2.00	"Natural Cure" - Homoeopathy Lesson 117
3.00	Nazm
3.10	Canada Speaks - Meet our friends.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes & Nazm

Wednesday 25th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 33 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarfumatul Quran 89
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 26th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Mulfoozat
12.00	Medical Matters - 1st Aid With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 33 Part 2
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 90
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Quiz Program from Nusrat Saha Academy
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No.6
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Friday 27th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Seerat Hadhrat Musab bin Umair.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 34, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programme

Saturday 28th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Bosian Desk: Question Answer Session with Bosnians and Albanian. 16/9/95, Koln, Germany. Part 1
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.
3.05	Nazm
3.10	M.T.A Variety: A talk by sayyed Mir Mahmood Ahmad Nasir.
3.40	LIQAA MA'AL ARAB
4.40	Qaseedah
4.50	Tomorrow's Programme

Sunday 29th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile
12.30	Bosnia Desk: Question Answer Session with Bosnians and Albanian. 16/9/95, Koln, Germany. Part 2 (final)
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 10
2.00	Mulaqat with Huzoor. English
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety. Sports
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm

Monday 30th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 34, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: A Visit to Norway
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 118
3.05	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	M.T.A Variety. Discussion on Ramadhan.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm and Tomorrow's Programs

Tuesday 31st October

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (SAW)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 35 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Cooking Lesson Al Maidah.
2.00	"Natural Cure" - Homoeopathy Lesson 119
3.05	M.T.A. Variety
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes & Nazm

Wednesday 1st November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 35 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarfumatul Quran 91
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 3rd November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Mulfoozat
12.00	Medical Matters - With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 36 Part 1
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 91
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Quiz Program from Nusrat Jahan Academy
3.30	"Children Corner" - Yassarhal Quran No. 7
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Hazoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, October 20, 1995 No. 42

شذرات

(م۔ا۔ح)

کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب کہ کسی نہ کسی طرف سے یہ پکار سنائی نہ دیتی ہو کہ امت مسلمہ انتہائی افتراق و انتشار کا شکار ہو چکی ہے اور یہ کہ اگر اسے باقی رہنا ہے تو سب فرقے اور گروہ اپنے اختلافات کو یکسر فراموش کر کے متحد ہو جائیں۔ اس باہمی اختلاف پر مسلسل سینہ کوبی اور بین کرنے کے باوجود ایک مضحکہ خیز دعویٰ یہ بھی ہے کہ ساری کی ساری امت مسلمہ فی الواقعہ متحد اور متفق ہے اور وہ ہے احمدیوں کی تکفیر کے مسئلہ میں یعنی صورت حال کچھ یوں ہوئی کہ:

(۱) دنیا بھر کے مسلمان فرقہ بندی کے باعث شدید انتشار میں ہیں۔

(۲) ان سب فرقوں کو اپنے اختلافات بھلا کر متحد ہو جانا چاہئے۔

(۳) مسلمانوں کے سب کے سب فرقے ایک طرف ہیں اور احمدی تنہا ایک طرف۔

حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیش گوئیاں کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی ہیں اور کمال یہ ہے کہ جن پر صادق آتی ہیں وہی اپنی نادانی میں ببانگ دہل ان کا اعلان کر رہے ہیں اور اس طرح اس صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہر دم گواہی دے رہے ہیں۔ آخری زمانہ میں امت محمدیہ کے تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جانے کا ہر ایک کو اعتراف ہے اور گزشتہ ایک سو سال سے دردمند مسلمان اس بات کا نوحہ کر رہے ہیں۔ (ان میں "مد و جزر اسلام" والے مولانا حالی اور "شکوہ جواب شکوہ" والے علامہ اقبال بھی شامل ہیں) لیکن اگر ایک فرقہ کے مقابلے میں بہتر کا اتحاد واقع نہ ہوتا تو نعوذ باللہ یہ پیش گوئی بتمام کمال پوری نہ ہوتی۔ اس لئے ہی اپنے منہ سے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں عالم اسلام کا اجماع ایک طرف ہے اور اکیلی جماعت احمدیہ دوسری طرف۔ ان میں سے کون حق پر ہے اس کے بارے میں بھی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا تھا۔ بہتر (۷۲) کے اجماع کے بارے میں فرمایا "کلھم فی النار" یہ سب آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور تہترویں کو نجات یافتہ ہونے کی بشارت دی اور صحابہؓ کے استفسار پر اس کی پہچان یہ بتائی کہ وہ اسی مسلک پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں یعنی ایک امام کی اطاعت میں مصروف جہاد رہیں گے۔

لیکن ان کی بے یقینی اور پراگندہ خیالی کا عالم یہ ہے کہ ان کے دل کی بات بے اختیار زبان پر آ جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتے وقت سب متحد تھے۔ اور یہ ایک موضوع ایسا ہے جس پر اب بھی متفق ہونے کا دعویٰ بار بار کرتے ہیں اور احمدیوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ملت (؟) کا متفقہ فیصلہ قبول کر لو یعنی غیر مسلم ہونے کا اقرار کر لو مگر ان کے اس اتحاد میں جو دراڑیں اور شگاف ہیں انہیں یہ کیسے چھپائیں گے۔ اللھم مزقھم کل ممزق کی خدائی تقدیر کا بل ڈوزر ان پر چل چکا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے اہل حدیث برطانیہ کے ناقوس خصوصی ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم کے مدیر مسئول کا اعتراف:

"اس مسئلے (رد قادیانیت۔ منہ) پر ساری دنیا کے مختلف الخیال مسلمانوں کے ایک رائے ہونے کے باوجود کوئی ایسا مشترکہ پلیٹ فارم ترتیب نہیں دیا گیا جس میں کم از کم برطانیہ کی تمام دینی تنظیمیں شامل ہوں۔ بلکہ یہاں تو ترقی معکوس نظر آتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی اب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کے دو گروپ سامنے آئے ہیں اور اس سال یہ بھی سننے میں آیا کہ دونوں گروپ کے سرکردہ حضرات کے درمیان کانفرنسوں کے انعقاد کے معاملے میں نہایت سخت تلخ کلامی کی بھی نوبت آ گئی تھی۔

(صراط مستقیم، اگست ستمبر ۱۹۹۵ء صـ ۴)

انجمن تحفظ ختم نبوت کے ملاؤں کے درمیان جس ریالی ہڈی پر جھگڑا ہوا تھا اور اب اس کی لاش پر انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے شطرنج کی بساط (جس کے دو مہرے عبدالحفیظ مکی اور منظور چنیوٹی ہیں) کے بارے میں تفصیلات کو کسی آئندہ موقع کے لئے چھوڑتے ہوئے سردست ہم اس درد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو دفعتاً ان وہابی حضرات کے پیٹ میں اٹھا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی اور فرقہ انہیں مسلمان نہیں سمجھتا اور یہ ہر وقت کسی موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ انہیں بھی گھڑ سواروں میں شمار کر لیا جائے۔ یہ جو احمدیہ مخالف بینڈ ویگن میں اچھل اچھل کر سوار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں یہ بھی اسی کھڑاگ کا حصہ ہے کہ شاید اسی طرح ہی سواد اعظم کو ان کی مسلمانی کا یقین آ جائے۔ آخر یہ خود آگے بڑھ کر کسی سے اتحاد کیوں نہیں کر لیتے اور کوئی نہیں تو اپنی جان کے پیاسے اثنا عشری شیعوں سے ہی کر لیں۔ بریلوی اہل سنت بھی باہیں کھولے کھڑے ہیں ان سے ہم آغوش ہو جائیں۔ خود:

"نہ ہلا نہ جلد نہ کھسکت زجا"

کے مصداق ایک جگہ جمے ہوئے ہیں اور دوسروں کو اشارہ بازی کر رہے ہیں۔ کس معصومیت سے یہ مدیر مسئول صاحب اپنے اس مضمون کے آخر میں کہتے ہیں کہ:۔

"ہماری گزارشات سے نہ کسی کی حوصلہ شکنی مقصود ہے اور نہ تنقیص ..... مگر بطور نصیحت ہم اس کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں"۔ (ایضاً صـ ۵)

اسے کہتے ہیں دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت۔ ان کو پوچھتا کون ہے۔

آخر میں ان پراگندہ و پریشان شترہائے بے مہار کے اتحاد کے خواب کے بارے میں ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ سکتے ہیں کہ "ایں خیال است و محال است و جنوں" یہ خواب اس لئے ہے کہ حقیقت اس کا منہ چڑا رہی ہے۔ کیا یہ اہل سنت، وہابی، شیعے، مہدوی، ذکری، دروزی اور روشنی یکجا ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے عقیدے کا لازمی جزو ہے کہ خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ پر لعنت کی جائے (نقل کفر، کفر نباشد) کسی کا حج بلوچستان کے کوہ مراد پر ہوتا ہے، کچھ کے نزدیک امام مہدی ۱۵ویں صدی عیسوی میں جونپور (انڈیا) میں ظاہر ہوئے تھے اور روشنیہ فرقہ والوں نے پیر روشن میاں بایزید انصاری (وفات ۱۵۷۲ء) کو مہدی موعود تسلیم کر رکھا ہے۔ آج بھی ان کے ہزاروں مرید صوبہ سرحد، قبائلی علاقہ اور افغانستان میں پائے جاتے ہیں۔ شیعوں کے امام مہدی کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔ دروزی حضرات (مشرق وسطیٰ میں کئی لاکھ) آنحضرتؐ کے بعد کسی یونس نبی کے نام لیوا ہیں۔ ان میں سے سبھی اپنے اپنے عقائد کو برحق جانتے ہیں اور اپنے اسلام کی تکمیل کے لئے ان پر ایمان ضروری سمجھتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ منافقت چھوڑیں اور صاف صاف بتائیں کہ کیا یہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے، جنازے میں شامل ہونگے یا آپس میں بیٹی دیں گے؟

یہ محال اس لئے ہے کہ ان سب کے نزدیک امت محمدیہ میں اختلاف باعث رحمت ہے (اور اتحاد؟؟)۔ اس صورت میں یہ اس رحمت کو چھوڑ کر اتحاد کی زحمت کی طرف کیوں آئیں۔ سبھی گروہوں کے علماء کا حلوہ مانڈہ اسی اختلاف کو بھڑکانے میں پوشیدہ ہے۔ اختلاف ختم ہو گیا تو یہ کدھر جائیں گے۔

یہ اتحاد کی خواہش جنون اس لئے ہے کہ اگر کسی طریقے سے سب فرقوں کو ایک میدان میں جمع کر ہی دیا جائے تو پہلا سوال لازماً یہ اٹھے گا کہ ان سب کا متفقہ قائد کون ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جوتیوں میں دال بٹتی ہے۔ اس لئے کہ امت کی امامت وہ نعمت ہے جو صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام ہوتی ہے اور یہ راندہ درگاہ قوم اس کی مستحق کہاں۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

اختلاف یا اتحاد میں سے یہ صرف ایک لے سکتے ہیں۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ (انگریزی محاورہ کے مطابق) یہ رس گلہ لے جائیں اور اسے کھا بھی لیں۔ سوچ لیں۔ یا چناں کن یا چنیں۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالسرور چوہدری)

دختر کشی کی رسم اب بھی جاری ہے

[انڈیا]: صوبہ بہار میں ابھی تک دختر کشی کی رسم جاری ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق والدین بچی کا باپ کہلانے میں شرم محسوس کرتے ہیں اس لئے وہ دائیوں کو نومولود بچیوں کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دینے کو کہتے ہیں۔ اس کے صلے میں دائی کو ۲۵ روپے ملتے ہیں۔

صوبہ بہار میں دیہات میں ولادتیں اکثر گھروں میں ہوتی ہیں اور دائیاں اس موقع پر زچہ و بچہ کی مدد کرتی ہیں۔ لڑکے کی پیدائش کے وقت انہیں ۵۰ روپے اجرت ملتی ہے مگر لڑکی کی پیدائش پر ۲۵ روپے ملتے ہیں۔ مگر جب بچی کو ٹھکانے لگانا ہو تو مزید ۲۵ روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ایک دائی کا بیان ہے کہ اکثر باپ جو کمرے کے باہر موجود ہوتا ہے بچی کو مارنے کا حکم دیتا ہے اور اپنی بیوی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا۔

صوبہ بہار میں بچوں کی پیدائش کا کوئی اندراج نہیں ہوتا۔ اس لئے سرکاری طور پر یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ہر سال کتنی لڑکیوں کو پیدائش کے بعد ختم کیا جاتا ہے۔ البتہ ایک غیر سرکاری تنظیم Aditi کا اندازہ ہے کہ صوبہ بھر میں ہر سال ۱۲۰۰ نوزائیدہ بچیوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

سرکاری ملازمین کو اس غیر انسانی عمل کا بخوبی علم ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ صدیوں پرانی رسم کو یکدم ختم نہیں کیا جا سکتا۔

☆☆

(پاکستان) انٹرنیشنل فوڈ سپلائی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ واشنگٹن کے ایک تجزیہ کے مطابق پاکستان میں آبادی کی شرح اضافہ ۳٫۱ فیصد ہے مگر اس کے بالمقابل زیر کاشت رقبہ میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا رہا جس کے نتیجہ میں سال ۲۰۰۰ء تک ملک خوراک کے بحران کا شکار ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر ابھی سے صحیح اقدامات نہ کئے گئے تو خدشہ ہے کہ آئندہ پانچ سالوں میں پاکستان کو ۶٫۷ ملین ٹن گندم، ۰٫۹۰ ملین ٹن چاول، ۵٫۴۴ ملین ٹن شکر، ۲٫۲۲ ملین ٹن تیل خوردنی اور ۰٫۳۱ ملین ٹن روئی برآمد کرنا پڑے گی۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد